حصہ اول

خزانۂ اردو

یعنی

ریاض راحت

مؤلفہ

جناب مولانا مولوی سید راحت حسین صاحب قبلہ رضوی بھیکھپوری
(بہاری) سابق رکن ادارت شیعہ گزٹ لکھنؤ وجریدہ اثنا عشری دلّی
وحال امام جمعہ وجماعت جامع مسجد بھیکھپور ضلع سارن۔ (بہار)

باہتمام محمد امتیاز احمد صاحب صداقت پریس محلہ دریاپور پٹنہ میں چھپی

بار اول ۵۰۰ قیمت

انتساب

عالیجناب فضیلت مآب خاں بہادر مولوی سیّد علی محمد صاحب شاد رئیس حاجی گنج۔ پٹنہ (بہار) بالقابہ کے نام نامی اسم گرامی پر بحیثیت اُنکے محب اہلبیت و مدّاح آل محمدؐ ہونیکے اور ادبی دنیا میں بیش بہا خدمات کی یہ ناچیز کتاب بڑی مسرت کیساتھ مُعنوَن کیجاتی ہے۔

ع گر قبول افتد زہے عزو شرف

خاکسار

اذل کونین

یوم جمعہ۔ ۱۵ ر فروری ۱۹۲۴ء

راحت حسین عفی عنہ بھیکھپوری

میں اپنے عزیز فضیلت مآب جناب مولانا سیّد راحت حسین سلمہ اللہ تعالیٰ کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب نے مجھ ناچیز کو اس قابل سمجھا کہ اس رسالہ کو میرے نام سے معنون کیا میں شکریہ کیساتھ اسکو قبول کرتا ہوں مولوی صاحب علاوہ ایک صحیح النسب سادات میں سے ہونیکے جید فاضل اور ایسے ادیب ہیں کہ دہلی کی ایک مشہور اخبار کے پانچ برس تک اڈیٹر رہ چکے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اُن کو بہت دنوں زندہ رکھے اور میری درماندہ قوم اُن سے فیض حاصل کرے

کتبہ بمیناہ

سیّد علی محمد شاد

عظیم آباد پٹنہ۔ ۱۶ ر فروری ۱۹۲۴ء

فہرست کتاب خزانۂ اردو حصہ اوّل

تمت بالخیر

تقریظ

جس زمانہ میں یہ کتاب ترتیب دیگئی تھی تو ہمارے بعض احباب نے بنظر حوصلہ افزائی دلچسپ تقریظیں مرحمت فرمائیں حصۂ اوّل میں صرف ایک تقریظ درج کیجاتی ہے جو جناب مولوی سیّد خورشید حسن صاحب خورشید رئیس حسن پورہ ضلع سارن (بہار) معلّم ضلع اسکول مظفرپور نے اپریل سنہ ۱۹۱۳ء میں تحریر فرمائی تھی۔ (مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

بچہ کار آیدت ز گل طبقے ❁ از گلستان من ببر ورقے
گل ہمیں پنج روز و شش باشد ❁ وایں گلستاں ہمیشہ خوش باشد

مذکورۂ بالا دونوں شعروں میں فارسی کے ملک الشعرا نے اپنی مشہور کتاب گلستاں کے سدا بہار اوراق کو دنیاوی باغ کے ان خوشنما پھولوں سے مقابلہ کرکے دکھایا ہے

جنپر آئے دن بہار و خزاں کا اثر ہوا کرتا ہے اور نت نئے رنگ روپ چڑھا کرتے ہیں
بیشک یوں تو عموماً کوئی کتاب کوئی کلام کوئی بات اچھی ہو یا بُری جب کاغذ کے دامن
تک پہونچکر مشہور ہو گئی تو پھر اُسکے زوال کا مشکل سے خیال کیا جاسکتا ہی۔ خصوصاً جب
دنیا والونکے لیے وہ بکار آمد اور فائدہ مند بھی ہو تو اوسکا پوچھنا ہی کیا ہی مجھے اسوقت
عنوان کے اشعار کی شرح یا گلستاں کی تنقید منظور نہیں ہی بلکہ صرف اتنی بات عرض کرنی
ہی کہ ہمارے اُردو زبان کا دامن ایسے انمول جواہر سے ابھی پوری طرح مالامال نہیں ہوا ہی
افسوس ہوتا ہی اپنی غفلت پر اور رونا آتا ہی قوم کی حالت پر سیکڑوں بہاریں آئیں اور
ہزاروں خزاں کی فصلیں گذر گئیں زمانے نے کروٹ لی۔ نت نئے انقلاب ہوئے ہوا آئے
دن کی ترقیاں دنیا بدلی۔ لوگ بدلے کتنے بچے جوان ہو گئے اور کتنے جوان بوڑھے
بہتیرے لوگ دنیا سے گئے اور ایسے گئے کہ پھر اُن کی امید نہیں ع

وصل کیا اوس سے نظر تک نہ ملے ۔ وہ تو کیا اون کی خبر تک نہ ملے

غرض دنیا میں کیا کیا نہ ہو گیا اور ابھی کیا کیا نہ ہو گا مگر ہم لوگ سوئے ہیں اور ایسی
گہری نیند میں ہیں جسکے آگے نوم سبات بھی مات ہی۔ زمانے کے ترقیوں کا ہر ابھرا باغ
آئے دن کھل رہا ہی اور یہاں وہی ڈھاک کے تین پات ہیں اور باتیں تو ایک طرف
آپ ذرا اسی اردو ہی کو دیکھیے ا دو سو برس سے کچھ اوپر اسکی پیدائش کو ہوئے

اور سو برس کے لگ بھگ اسکی ترقی کو مگر ہنوز روز اول ہی ہے۔ غزلوں کے کئی دیوان
اور چند بیکار فسانوں کے سوا اسکے پاس تھا ہی کیا؟ وہ تو خدا جنت نصیب کرے میر انیس مرحوم
کو جنھوں نے اپنی اخلاقی اور اچھوتی کلام کے بے بہا جواہر سے اردو شاعری کے خالی دامن
کو بہت کچھ مالا مال کر کے اسکے سر چار چاند لگا دیئے۔ بیشک یہ میر صاحب مرحوم ہی اور اُن
جیسے چند نفوس کا فیض ہے کہ آج اردو شاعری چار دانگ عالم میں مشہور ہے ہی ہے مبارک
تھے وہ لوگ جو ایسا بیش بہا دل لیکر آئے تھے اور خدا کی رحمت ہو اُن روحوں پر جنھوں نے
ایسا کچھ کر دکھایا فسبحان الباقی بلا زوال والحمد للہ علیٰ کل حال
آیئے اب تصویر کا دوسرا رُخ دیکھیئے۔ نظم کا مرقع تو خیر کچھ تھا بھی مگر افسوس نثر کا پردہ
تو بالکل ہی سیاہ تھا۔ ہاں البتہ اِدھر کئی برس ہوے کچھ اسطرف بھی روشنی پھیل رہی ہے اور اردو
میں کچھ علم و فن کے تھوڑے سے رسائل اور اخبار اور چند میگزین نظر آ رہے ہیں جنھیں دیکھکر
آئندہ ترقی کی ایک موہوم سی امید ہوتی ہے۔ ہم اُن سب بزرگوں کے تہ دل سے ممنون ہیں جنھوں نے
اردو کی ترقی اور اپنی قوم کی اخلاقی حالت کی درستی کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ انکے بہت کچھ کرنا ہے
ہیں اور آئندہ بہتیری امیدیں ہیں۔ ملک کے انھیں ہونہار نوجوانوں میں سے ایک ہمارے
عزیز دوست مولوی سید راحت حسین صاحب بھیکھ پوری بھی ہیں جن سے
پبلک عموماً اور اخباری دنیا خصوصاً بہت اچھی طرح آگاہ ہے۔ خدا اِن کی عمر میں برکت دے

اور انکے سامنے ارادوں کو پورا کرے۔ ہم اپنی ذاتی واقفیت سے صاف صاف کہتے ہیں کہ
زمانے کی ضرورتوں سے پوری پوری خبر رکھنے والا، ترقی کے شاہ راہ کا
جاننے والا اور اپنی قوم کا سچا ہمدرد اور جاں نثار ہم لوگوں میں تو
اِن سے بڑھکر دوسرا نظر نہیں آتا۔ انکا علم و فضل، انکا کمال اور لیاقت۔ ان کا
خلوص محبت، اِنکی قومی ہمدردی، اِن کی بلند خیالی، انکی عالی دماغی۔ انکی نیچلی طبیعت۔ آخر
کس کس کی تعریف کیجائے اور کس کس پر نظر ڈالی جائے۔ ایک ہم ہیں کہاں دیکھیں تو تنہا دل ہے
دلِ وحشت زدہ کس کس کو دیکھے کیا کرے آخر۔ وہاں تو ہر ادا یوں ہی ادائیں سر سے پا تک
کمسن نوجوان اور ابھی طالب العلمی کا زمانہ اور سیر پہ دل و دماغ اور ایسے اچھوتے خیالات۔
کیوں نہو ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔ غرض انکے قدردان شعرا اِن کے مداح
قومی لیڈر انکے نام پر فدا اور ملک کے معززین انپر جان و دل سے شیدا ہیں۔ وہ کونسا اخبار ہے
جسمیں انکے علمی اخلاقی اور اچھے مضمون نہیں ہوتے۔ اور وہ کونسی میگزین ہے جس کے
صفحوں پر انکے پاکیزہ خیالات مدار پھولوں کی طرح بکھرے ہوئے نظر نہیں آتے۔ بیشک یہ
انکی ہونہار طبیعت ہی کا نتیجہ ہے جو اِن میں ایسی حالت میں بھی ایک دم کیلئے نچلا نہیں بیٹھنے
دیتی جبکہ علمی مشاغل کی کثرت کی وجہ سے دم مارنے کی بھی فرصت نہیں ہو سکتی۔ بیشک انھوں نے
زمانہ کی ضرورتوں کو خوب دیکھا اور ترقی کے اسباب کو اچھی طرح سمجھا ایسے ایسے نتیجہ خیز

اور مفید خیالات میں انکا اتنا انہماک اِن کی روشن خیالی عالی دماغی اور بیدار مغزی کی کھلی کھلی دلیل ہے ہم تو اس بات کو مدت سے جانتے تھے کہ ہمارے عزیز دوست کا چلبلا دل اِن سے کوئی نہ کوئی ایک ایسی بات کراہی چھوڑیگا جو زمانے کی تاریخ میں ایک مبارک یادگار ہوکر ہمیشہ قائم رہنے والی ہو اور عروسِ ترقی کے پیارے پیارے چہرے پر خوشنما سہرا ہوکر مدتوں چمکا کرے! آخر وہی ہوا اور ہمارے لائق دوست نے زمانے کے رنگ اور قومی ضرورتوں کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اچھی طرح تاڑ لیا اور ملک کے اصلاح کا بیڑا اوٹھاتے ہوئے ایک ایسے کام کی ابتدا کر ہی دی جو قومی تاریخ کے دلفریب صفحوں پر دل پسندی کی سنہرے حرفوں سے لکھا ہوا قیامت تک باقی رہیگا اور قبولیت کے آسمان پر تارا بنکر ہمیشہ کے لیئے چمکتا رہیگا یعنی ابھی حال ہی میں اونھوں نے اپنے اچھوتے خیالات کے اُن پھولوں کو جو مختلف اخبارات کے ہرے بھرے چمنوں میں بکھرے ہوئے تھے ایک جگہ جمع کیا۔ اور اپنی طبیعت کے سدابہار باغ سے بہت کچھ تازہ کلیاں اور بہتیرے نئے کھلے ہوئے پھول اکٹھا کرکے علم وعمل پند ونصائح اور حکمت واخلاق کا ایک ایسا خوشنما گلدستہ بنادیا جو اپنے ملک کے چھوٹے بھائیوں کے لیئے اوتنا ہی فائدہ مند ہو جیسا نئے پودوں کے لیئے پانی۔ اِس پیاری کتاب کا تاریخی نام گلدستہ اخیار ہے جس سے ۱۳۳۱ھ سنہ ہجری تالیف کا سن نکلتا ہے اور عرف گلدستۂ اطفال ہے جو ہر طرح موزوں اور مناسب

اور آج کل اردو لٹریچر کیلیئے ایک نایاب تحفہ ہے اور بچوں کے حق میں رہبر کامل۔ ہم ذی علم مصنف کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں کہ اونھوں نے اردو علم ادب اور اخلاق پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے اور اس پیاری کتاب کو علم کے گہنے اور حکمت کے زیور سے آراستہ کر کے اسکے سر پر اخلاق کا چمکتا ہوا سہرہ باندھکر شریعت کے خوشنما اور شہانہ لباس میں چوتھی کی دلہن بنا دیا ہے جس سے کسی طرح سبکدوشی نہیں ہو سکتی۔ اور آج اردو کا یہ لاجواب گلدستہ بھی سعدیؒ کے بےنظیر گلستاں سے کسی طرح کم نہیں بیشک اسکے بارے میں بھی ہم بے تامل یہی کہہ سکتے ہیں جو شیخ صاحب نے گلستاں کے بارے میں آپ کہا ہے:-

بچہ کار آیدت زگل طبقے ۔۔۔ از گلستان من ببر ورقے

گل ہمیں پنج روز و شش باشد ۔۔۔ وایں گلستاں ہمیشہ خوش باشد

گو میں نے اس کتاب کو بالاستیعاب نہیں دیکھا ہے مگر مجملاً اسکے مضامین سے اچھی طرح واقف ہوں اور بے تکلف کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب آپ ہی اپنا جواب ہے لائق مولف نے اسکے مفید بنانے میں ہر طرح کی کوشش کی ہے اور اپنی اس کوشش میں بہت اچھی طرح کامیاب بھی ہوئے ہیں سب سے اچھی بات جو اس کتاب کو اکثر کتابوں سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اسکو ہر مذہب و ملت کے بچے نہایت شوق و دلچسپی سے بے تکلف دیکھ سکتے ہیں اور بہت کچھ فائدہ اوٹھا سکتے ہیں اسکے ہر سبجکٹ سے مفصلاً بحث کرنی تو کارے دارد۔ نہ میرے

پاس اتنا کافی وقت ہے اور نہ زبان و قلم میں اتنی طاقت - ایسے ایسے مشکل کام عمائد
و مشاہیر ملک کے کرنیکے ہیں اور میری بساط سے باہر ۔ اپنی بے بضاعتی تو یہی کہتی ہے کہ
اس بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑ دوں مگر دل گدگداتا ہی اور بیساختہ ہمت طلب کہتا ہے کیونکہ
ع بر بحر سخن سدا ہے باقی ۔ دریا نہیں کار بند ساقی - مختصراً یہی لکھوں اور ضرور لکھوں
اس کتاب کے اچھوتے مضامین بالاجمال یہ ہیں :-

خدا ۔ والدین اور اُستاد کی اطاعت و حقوق ۔ ہندو مسلمان اور انگریزی فلاسفروں اور
مدبروں کے نصائح ۔ بزرگان دین ۔ ارکان مذہب و مشاہیر عالم کے مقدس اقوال ۔ تعلیم
و تربیت کے خاص اصول ۔ علم کا صحیح استعمال ۔ طلبا کی کسوٹی اور انکے لیے ضروری اور
کام کی باتیں ۔ استقلال ۔ ہمت ۔ اوقات کی پابندی ۔ قرض کی مذمت اور کفایت شعاری کی
تعلیم ۔ اخبار بینی ۔ اخبار کی خاص صفتیں ۔ زندگی کو کامیابی سے بسر کرنیکے متعلق چند مفید
باتیں ۔ اخلاق ذمیمہ کی برائی اور اچھی صفتیں اختیار کرنیکی بھلائی ۔ نیک لوگوں کے کارنامے
اور کربلا والوں کی بہترین مثالیں ۔ ملک کے اکثر مشاہیر کی ظرافت ۔ اور خود مصنف کے
علمی مضامین کا گلدستہ ۔ ریاض راحت اور انتخاب راحت ۔ اسکے علاوہ اور بہت سی
مفید باتیں ۔ غرض کتاب کیا ہے رنگ برنگ کے پھولوں کا گلدستہ ہے اور عجیب عجیب
انمول جواہر کا خزانہ ۔ یوں تو عموماً ساری کتاب پڑھنے سے علم و عمل کا ایک نادر ذخیرہ

اور اسکے اچھوتے خیالات۔ نت نئی تحقیقات، رنگ برنگ کے مضمون اور تخیلات گونا
گون بیساختہ داد دینے کے قابل ہیں مگر خصوصًا اسکے مذکورہ بالا مضامین تو اپنی جگہ پر
اپنی نظیر آپ ہی ہیں گلدستۂ اطفال بوڑھے جوان اور بچونکے لیے یکساں مفید ہی اور خاص
ہمارے اُن کمسن بھائیونکے واسطے جو علم و عمل کے بیابان میں سرگرداں ہیں پورا پورا
خضر طریقت ہی۔ ہم اپنے پیارے ناظرین کی خدمت میں بڑے خلوص سے عرض کرتے ہیں
کہ وہ اس کتاب کو منگاکر ضرور دیکھیں اور اپنے بچونکے لیے اسے ایک ہدایت نما بنائیں
اس کتاب کے مضامین مذہبی اخلاقی اور علمی خیالات کے ساتھ ساتھ نوعمر دلونمیں
دنیاوی ترقی کی ایک نئی روح پھونکنے والے ہیں اسکی دل لگتی باتیں چبھتے ہوئے فقرے
اور طبیعتوں میں اثر کرنیوالے خیالات بچونکی ہمت حوصلے اور ارادونمیں امید سے کہیں
زیادہ بڑھکر جوش پیدا کرنیوالے ہیں سچ تو یہ ہی کہ اردو علم ادب نے منھ مانگی مراد پائی
کہ یہ بیش بہا موتیونکی لڑی اُسکے دامن میں آ گئی۔ ہمیں اس مبارک گھڑی کو بہت خوشی سے
دیکھنے کی تمنا ہے جبکہ یہ خوشنما گلدستہ چار دانگ عالم میں مشہور ہو اور ہم خدا سے دعا کرتے
ہیں کہ بہت جلد یہ کتاب ملک کے ہر طبقہ میں مقبول ہو اور کیا بچہ اور کیا جوان ہر شخص
اس سے خاطر خواہ مستفیض ہو تاکہ ذی علم مصنف کی یہ قابل داد محنت ٹھکانے لگے
وما ذالک علی اللہ بعزیزہ ہم امید کرتے ہیں کہ ملک کے اہل الرائے اور

اہل قلم ذی علم مصنف کی داد دینگے - اور آئندہ کیلیئے انکی ہمت بڑھائینگے اسیطرح ہمیں اپنی قدر دان اور عادل گورنمنٹ سے بھی بڑی امید ہے کہ وہ اس قابل مولف کی اتنی بڑی محنت اور جانفشانی کی قدر کیئے بغیر نرہیگی اور اس بے بہا موتیونکی لڑی کو کمسن بچونکے گلے کا ہار بناہی کر چھوڑیگی - ہم نہایت خلوص کیساتھ عموماً ہر صوبے کے اور خصوصاً صوبہ بہار اور ممالک مغربی کے سررشتہ تعلیم کی توجہ کو اسی چھوٹی کتاب کی طرف مبذول کرتے ہیں اور بڑے ادب سے ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن کی خدمت میں ملتجی ہیں کہ صاحب ممدوح اس انوکھی تعلیم کو ورنیکولر کورس (نصاب اردو) میں داخل کر کے ملک کے کمسن بچوں پر رحم فرمائیں اور سلسلہ تعلیم کے ایک بڑے فرض سے سبکدوش ہوں - بیشک علمی ذخیرہ میں یہ ایک بڑا نایاب تحفہ ہے جو لائق مصنف کی ان تھک کوششوں کا مبارک نتیجہ ہے اور بہت کچھ سراہنے کے قابل ہے - میں اپنے جوش میں بہت کچھ بک گیا اور کلام میں ضرورت سے زیادہ طول ہوگیا اسلیئے اپنی اس تحریر کو بھی تمام کرتا ہوں آخر میں اپنے معزز اور سخن فہم ناظرین سے بڑے خلوص سے ملتجی ہوں کہ وہ میری اس گستاخی کو معاف فرمائیں اور اگر کہیں کوئی تقصیر دیکھیں تو آیہ واذا مروا باللغو مروا کراما پر عمل کر کے چشم پوشی فرمائیں کیونکہ

العذر عند کرام الناس مقبول + والعفو عن اخیارہم

ما مول + پھر میں اپنے لائق دوست اور ذی علم مؤلف کیلیئے دعا کرتا ہوا کہ
خدا اونکی عمر اقبال اور اُنکے ارادوں میں اس ناچیز تحریر میں برکت دے اور اُنکی اس
اچھوتی تالیف سے مُلک اور قوم کو پورا پورا فائدہ حاصل ہو۔ صرف ایک شعر پر اپنے
اس بیان کو ختم کرتا ہوں ؎

جوہری گوہر نایاب کو چُن لیتے ہیں ے
اہل دِل ہم سے غریبونکی بھی سُن لیتے ہیں۔

بس فقط والسلام۔

خادم الطلبا

خورشید سکنڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول
موتیہاری (ترہت)
(حال مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول مظفرپور بہار)
اپریل سنہ ۱۹۱۳ء۔

مثنوی تاریخی

پھر ہے میخانہ میں دھوم اے ساقی
پھر ہے رندوں کا ہجوم اے ساقی

دور سے طالبِ جام آئے ہیں
سُن کے میکش تیرا نام آئے ہیں

کر غریبوں پہ نظر اے ساقی
دیکھ لے مُڑ کے اِدھر اے ساقی

دِل کو بھاتی ہیں ادائیں تیری
اِدھر آ لیلوں بلائیں تیری

دیکھ لوں گر تیری صورت ساقی
ہو مری روح کو راحت ساقی

پردے غفلت کے اوٹھا دے آکر
بادۂ روح فزا دے آکر

ساقیا وہ مئے شفاف پلا
جس سے ہو آئینۂ دِل بھی جِلا

دِل محزوں میں سرور آجائے
چشم ادراک میں نور آجائے

روح میں جس سے صفائی ہو وہ مے
پاکبازوں نے جو پائی ہو وہ مے

اہلِ دانش میں ہے چرچا جسکا
ہوش والوں کو ہے سودا جسکا

جسکے دلدادہ ہیں عاقِل وہ مے
علما جس سے ہیں کامِل وہ مے

علم و حکمت کی ہی نکہت جس میں
حسن اخلاق کی رنگت جس میں

دین و دنیا میں جو نعمت ہو وہ مے
میکدہ جسکا شریعت ہے وہ مے

عقل جس مے کا ہی ساغر وہ شراب
ہے جدا دراک کا جوہر وہ شراب

نشہ میں جسکے ہوں سب کام بخیر
جسکے پینے سے ہو انجام بخیر

ساقیا عام ہے رحمت تیری
میکشوں پر ہے عنایت تیری

ہے ہمیشہ سے کرم عام تیرا
میکدے میں ہے بڑا نام تیرا

تو نے کتنوں کو پلایا ساقی
اک ہمیں نے نہیں پایا ساقی

جتنے میکش ہیں پیئے بیٹھے ہیں
ہم یونہیں جام لیئے بیٹھے ہیں

میرے ساغر کو لبالب کر دے
مئے عرفاں سے پیالہ بھر دے

جام ہونٹوں سے لگا دے ساقی
اب تو جی بھر کے پلا دے ساقی

جوش پر آئے جو دیوانۂ علم
یوں سنائے تجھے افسانۂ علم

وہ جو ہیں میرے حبیب ذی قدر
فلک عز و شرافت کے بدر

بلبل گلشن عالی نسبی
گوہر معدن والا حسبی

گل گلزار شہ بدر و حنین
سید پاک و نجیب الطرفین

سالک جادۂ آبائے کرام
عاشق دین و فدائے اسلام

آفتاب فلک عز و جلال
نونہال چمن فضل و کمال

صدف علم کے در شہوار
نازش اہل وطن فخر بہار

یار خاص صاحب فن اہل تمیز | دوستوں کو ہیں دل و جاں سے عزیز

دھوم ہی اُن کے لیاقت کی تمام | اُن کے اخلاق ہیں مشہور انام

حسن سیرت میں جو یکتا ہیں وہ | راحت روح احبا ہیں وہ

ہے زمانے میں کرم عام اُن کا | غرب اور شرق میں ہی نام اُن کا

سب سے یکساں ہے مروت اونکی | ہے بہت ملک میں شہرت اونکی

علم و حکمت کے جو ہیں گنج وہی | ہیں سخن فہم و سخن سنج وہی

اپنے ہم عمروں پہ فائق ہیں وہ | ہر طرح دہر میں لائق ہیں وہ

نیک خو نیک ادا نیک خیال | نیک دل نیک چلن نیک خصال

کم ہیں اب دہر میں قابل ایسے | ہمنے دیکھے نہیں کامل ایسے

علم کے نام پہ ہیں دل سے فدا | فن انشا و ادب میں یکتا

طرز تحریر بھی ہے لاثانی | حسن تقریر بھی ہے لاثانی

کام کی کرتے ہیں ساری باتیں | دل میں کھبتی ہیں وہ پیاری باتیں

حیرت افزا ہے ذہانت اُنکی | ہے بڑی تیز طبیعت اون کی

رونق اخبار کی دم سے اونکے | اپنی اصلاح قلم سے اونکے

اون کی تحریر دوائے دل ہے | اونکی باتوں سے شفائے دل ہے

ہے زمانے کی ضرورت پہ نظر
قوم کے حال کی رکھتے ہیں خبر

دل میں ہے اونکی ترقی کی امنگ
جانتے ہیں وہ زمانے کا رنگ

ہیں وہ سوتونکے جگانیوالے
خواب غفلت سے اوٹھانیوالے

دل مردہ کے مسیحا ہیں وہ
قوم کے نام پہ شیدا ہیں وہ

عاقبت بیں ہیں نگاہیں اُن کی
صاف وہموار ہیں راہیں اُن کی

قوم کے دل سے بہی خواہ ہیں وہ
اوسکے ہر درد سے آگاہ ہیں وہ

ہمت اور جوش کا ہے یہ عالم
دل میں اصلاح کی دھن ہے ہر دم

ہیں ترقی کے عیاں راز اُن پر
ہم تو کیا ملک کو ہے ناز اُن پر

گو کہ دنیا میں یگانہ ہیں وہ
آج یکتائے زمانہ ہیں وہ

دل میں نخوت کا مگر نام نہیں
خود نمائی سے ذرا کام نہیں

منکسر نفس کا ہے یہ عالم
سب سے اپنے کو سمجھتے ہیں وہ کم

خاکساری سے جو ممتاز ہوئے
خلق میں اور سر افراز ہوئے

جھک کے ملنے ہی سے ہوتا ہے کمال
بنگیا بدر ہوا خم جو ہلال

کیا لکھے کوئی وہ پیارے اوصاف
مجتمع اُن میں ہیں سارے اوصاف

دلپسند اُن کی ادائیں ساری
عادتیں جو ہیں وہ پیاری پیاری

قوم کی آنکھوں کے تارے راحت — وہی خورشید کے پیارے راحت

مشکلیں انکی ہوں آساں یارب — پورے ہوں دل کی سب ارماں یارب

نظر بد سے بچا کر اِن کو — اِک بڑی عمر عطا کر اِن کو

ہو عیاں خلق میں جوہر اِن کا — بخت و اقبال ہو یاور اِن کا

دیکھکر قوم کی حالت ابتر — چوٹ پڑتی تھی جو انکے دِل پر

چاہتے تھے کہ سنبھالیں اسکو — چاہ ذلت سے نکالیں اسکو

ظاہرا کوئی سہارا ہی نہ تھا — یعنی اصلاح کا چارہ ہی نہ تھا

مگر آجاتی تھی رہ رہ کے امید — دِل بڑھاتی تھی یہ کہہ کہہ کے امید

مشکلے نیست کہ آساں نشود — مرد باید کہ ہراساں نشود

لِلّٰہ الحمد بر آئی یہ مُراد — ہوگیا باغِ تمنّا آباد

مُنچلی ہے جو طبیعت اِن کی — پوری آخر ہوئی نیت اِن کی

یعنی اردو میں لکھی ایک کتاب — میرے نزدیک نہیں جسکا جواب

بند کوزے میں کیا اِک دریا — درِ نایاب نکالے کیا کیا

مختلف اس میں مضامیں لکھے — حسبِ تعلیم کے آئیں لکھے

علم کے رنگ دکھائے کیا کیا — نثر میں پھول کھلائے کیا کیا

نئے پھولوں سے بسایا یہ چمن ۔ کیوں نہ ہو خوب لگایا یہ چمن

مختلف پھول کیئے جب اکجا ۔ نام گلدستۂ اطفال[۱] رکھا

واہ یہ حُسنِ بیاں کیا کہنا ۔ واہ یہ لطفِ زباں کیا کہنا

اسقدر زورِ طبیعت کیا خوب ۔ یہ سلاست یہ فصاحت کیا خوب

کیوں نہ ہو فکر ہے اُستاد انکی ۔ واہ رے طبعِ خداداد انکی

کیا ہی نایاب ہے یہ گلدستہ ۔ کتنا شاداب ہے یہ گلدستہ

علم و حکمت کا چمن ہے گویا ۔ حُسن و خوبی میں دُلہن ہی گویا

چاند کی طرح چمکتا چہرا ۔ سر پہ اخلاق کا باندھے سہرا

عقل و تہذیب کے زیور پہنے ۔ تازہ پھولونکے بدن پر گہنے

جامۂ شرع سے ہوکر ملبوس ۔ حجلۂ طبع سے نکلی یہ عروس

دیکھکر اہلِ نظر لوٹ گئے ۔ سُنکے اربابِ ہنر لوٹ گئے

مر مٹے صاحبِ جوہر اِس پر ۔ دِل کیئے سب نے نچھاور اِسپر

گنجِ دانش ہے سراسر یہ کتاب ۔ نوجوانوں کی ہے رہبر یہ کتاب

ہر جگہ رنگِ شریعت اس میں ۔ جابجا پند و نصیحت اِس میں

[۱] بعض اہلِ علم نے اس کتاب کے مضامین پر نظر رکھکر خزانۂ اردو نام تجویز فرمایا (مؤلف)

کمسنوں کیلیئے اُستادِ ادیب — اس سے وہ سیکھینگے عقل و تہذیب

جمع ہیں اِس میں ترقی کے اصول — کہیں معقول کہیں ہے منقول

نیک افعال کی مدحت اسمیں — بُری باتوں کی مذمت اِسمیں

کیا اثر خیز ترانہ ہے یہ — علم و حکمت کا خزانہ ہے یہ

ہیں بزرگونکے خیالات اسمیں — نئی باتیں نئے حالات اسمیں

خوشنما تحفہ نادر ہے یہ — بیشک انمول جواہر ہے یہ

اچھے لوگونکی مثال اسمیں ہی — پاکبازونکا خیال اسمیں ہے

نت نئے رنگ کی تحریریں ہیں — حسنِ اخلاق کی تصویریں ہیں

عقل کا طرّہ دستار ہے یہ — عِلم کے موتیونکا ہار ہے یہ

خوشنما بھی ہی خوش اسلوب بھی ہی — اہل انصاف کو مرغوب بھی ہے

زینت محفل ارباب علوم — مرشد کامل طلّاب علوم

نفع اللہ بہ ایاہم — فیضہ لاحد من عجمی و بہم

ہے بجا ناز مصنف کیلیئے — فخر ہے اسپہ مولّف کے لیئے

شد ازیں کار نکا منت او — آفریں باد بریں ہمت او

اب یہی میری دعا ہے خورشید — خوش رکھے انکو خدای خورشید

ہو یہ تالیف جہاں میں مقبول / نکہت افزا رہیں عالم میں یہ پھول

پڑھکے مسرور ہوں ارباب علوم / مستفیض اس سے ہوں طلاب علوم

قدرداں علم کے چاہیں اسکو / اہل انصاف سراہیں اسکو

گو یہ تالیف ہے بحر ذخار / اسکی تنقید بہت تھی دشوار

بعد الحمد کہ یہ کار اہم / خیر و خوبی سے ہوا ختم اسی دم

بیشک اُن اہل قلم کا ہے یہ کام / جنپہ انداز فصاحت ہے تمام

جو کہ ہیں شمع شبستان سخن / جنکے ہاتھوں میں ہے میدان سخن

اُنکے آگے میری ہمت کیا ہے / میں ہوں کیا میری حقیقت کیا ہے

یوں تو خورشید کا ہمسر ہوں میں / مگر اک ذرے سے کمتر ہوں میں

ہے میرے واسطے یہ امر عسیر / کہ لکھوں نظم میں ایسی تحریر

ہاں مگر فیض خداداد ہے یہ / اثر صحبت اُستاد ہے یہ

ہے مصنف کی محبت کا یہ جوش / اس مئے ناب سے دل ہے مدہوش

ورنہ جاہل سے یہ امید کہاں / ہم کہاں اور یہ تنقید کہاں

اب اگر اسمیں خطا ہو کہ قصور / ہیں سزاوار معافی ہوں ضرور

اہل انصاف سے ہے چشم کرم / عیب پوشی کریں ارباب قلم

گر پسند آئے یہ خدمت میری　　تو بڑھے عزت و ہمت میری

مان لے قوم تو گوہر ہے یہ نظم　　ورنہ ہیچ سے بھی کمتر ہے یہ نظم

ہو گیا طول خلاف دستور　　اب ہے تاریخ کا لکھنا منظور

نہیں مرغوب کوئی ذکر مجھے　　عیسوی سال کی ہے فکر مجھے

کہدیں انصاف کے رو سے شعرا　　خوب گلدستۂ اخلاق بنا

سنہ ۱۹۱۳ء

ہوئی ہجری یہ تاریخ لطیف　　کی ہے کیا خوب یہ اعلیٰ تالیف

سنہ ۱۳۳۱ ہجری

قطعہ

واہ اے میرے حبیب محترم　　تمنے کی تالیف یہ فی الحال خوب

سال ہجری یوں لکھا خورشید نے　　بنگیا گلدستۂ اطفال خوب

سنہ ۱۳۳۱ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبب تالیف

انسانی غذائیں دو قسم کی ہیں جسمانی وروحانی۔ غذائے جسمانی بریانی۔ زردہ۔ روٹی سالن مٹھائی ہزار طرح کی چیزیں ہیں جسکے کھانے سے مزہ ملتا۔ گوشت۔ خون پیدا ہوتا۔ بدن میں قوت ہوتی۔ توانا رہتا۔ چلتا پھرتا۔ باتیں کرتا غرضکہ دنیا کے تمام کاروبار کو انجام دیا کرتا ہے بغیر کھائے پیئے کوئی جاندار جی نہیں سکتا۔

غذائے روحانی مطالعہ ہے علمی معلومات سے روحانی مسرت حاصل ہوتی۔ زندگی کا مقصد معلوم ہوتا۔ علم ہی کے ذریعے اپنی کو پہچانتے کہ ہم کون ہیں ہمکو کسنے پیدا کیا۔ کسنے عقل عطا کی۔ ہمارے لیے تمام

سامان عیش و راحت - مکان کھانا کپڑا کسنے مرحمت فرمایا - آخر کیوں
پیدا کیئے گئے - ہمکو دنیا میں ہمکر کیا کرنا چاہیئے اور کیونکر رہنا چاہیئے -
جہلا ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے ؎

آئے ہیں ہم کہاں سے جائینگے ہم کہاں کو،
معلوم یہ نہیں ہے ہم کون ہیں کہاں ہیں

ہم تھوڑی سی پونجی سے کیونکر رفتہ رفتہ ترقی کر کے کامیاب ہو سکتے ہیں غرضکہ سیر و تواریخ کتب و اخبار اور عقل کی رہنمائی سے بے انتہا فوائد حاصل ہوتے رہتے ہیں -

گھوڑا - ہاتھی - بکری - کتا - سور - مینا - طوطا - کوا - مچھلی تمام جانور بھی کھاتے پیتے ہیں مگر روحانی غذا میں انسان کا نمبر بڑھا ہوا ہے اگر ہم میں اور حیوانات میں کوئی فرق ہے تو یہی کہ ہم پڑھ لکھکر بیشمار فائدے اٹھاتے ہیں اور وہ بیچارے اس سے مجبور ہیں -

پس ہمکو چاہیئے کہ دل سے اپنے پیدا کرنیوالے کا شکریہ ادا کریں ایک دو دفعہ نہیں بلکہ جہانتک ہو سکے شب و روز اوسکی حمد و شکر میں مشغول رہیں کیونکہ اول تو ہم پہلے کچھ نہ تھے اور دنیا میں

پیدا کیا ایک رحمت ہم کو اشرف المخلوقات ہونیکا شرف بخشا انسان بنا کر پیدا کیا دوسری رحمت اسیطرح ہم اگر غور کریں تو بیشمار اُس پیدا کرنے والے کے احسانات ہم پر ہیں جنسے ہم کسیطرح سبکدوش نہیں ہو سکتے ہمکو جو جو نعمتیں عطا کی گئی ہیں اُس سے خود فائدہ اُٹھانا اور دوسروں کو فائدہ پہونچانا انسانی خصوصیات میں داخل ہیں۔

بسبب انسان ہونیکے بچپن ہی سے روحانی غذاؤں کی طرف ہمارے سر پرستوں نے ہمیں توجہ دلائی اسکا عادی بنا دیا اور جوں جوں ہمنے ہوش سنبھالا بچپنے کی عادت سے دلی شوق کے سبب روحانی غذاؤنکے اصلی خواص ہم پر ظاہر ہوتے گئے ہم بیچھے طور سے اونکی تحصیل و تکمیل میں شب و روز مشغول رہا کرتے ہیں۔

مطالعہ کتب و اخبار بینی سے ابتک ہمنے جسقدر فائدے اُٹھائے اور اٹھا رہے ہیں اُس سے اپنے بھائیونکو بھی فیض پہونچانا مقتضائے اخوت انسانی ہے۔

ایک ایک دو دو پھول جمع کرتے کرتے جب بہت سے پھول ایک جا ہو جاتے ہیں تو دوستوں کیلئے بہت عمدہ خوشنما "گلدستہ"

ہو جاتا ہے ؎

چو گل با گل بہ یکجا بستہ گردد — بہ بزم دوستاں گلدستہ گردد

ہمارے بعض احباب نے ان مضامین کو دیکھکر جو ہم وقتاً فوقتاً اپنی بیاض میں لکھا کرتے تھے فرمایا کہ اگر یہ کتاب کی شکل میں شایع کردیئے جائیں تو اس خزانہ سے سبکے سب مالامال ہوجائیں اور اردو کی یہ پیاری کتاب نہ صرف اطفال کی دلچسپی کا باعث ہو بلکہ ہر کہ و مہ اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہی آج زبانِ اردو کو ملک میں جو وقعت حاصل ہے وہ ظاہر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اردو کے اس مختصر سے خزانہ کو بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا اور پورے طریقہ سے ہماری حوصلہ افزائی کیجائیگی۔

خادم الطلبا

۵ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء

سید راحت حسین عفی عنہ بھیکھ پوری متعلم سلطان المدارس (لکھنؤ۔ کتبخانہ ناصریہ)

نوٹ:۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں یہ کتاب ۲۰ روز میں مرتب کیگئی تھی اور اب سنہ ۱۹۲۳ء میں اسکی طباعت واشاعت کا انتظام ہوسکا۔ سچ ہے کل امرٍ مرہونٌ باوقاتھا۔

؎ شد الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست۔ آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید۔

۱۱ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء یوم شنبہ

سید راحت حسین (امام الجماعۃ جامع مسجد) علی نگر بھیکھ پور۔ ڈاکخانہ چین پور ضلع سارن (بہار)

سبق (۱)

ہم اور ہمارا خدا

دنیا کی تمام چیزوں پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ تمام چیزیں ہمارے
ایک نہ ایک کام کیلیئے بنائی گئی ہیں۔
ہاتھی۔ گھوڑا۔ بیل۔ اونٹ سوار ہونیکے لیئے۔ بکری۔ خصی۔ بھیڑا
مچھلی گوشت کھانیکے لیئے اسیطرح کشمش۔ بادام۔ اخروٹ۔ سیب۔ انار
بہی۔ امرود۔ ناشپاتی۔ بیر۔ خربزے۔ انگور۔ آم۔ گنے وغیرہ وغیرہ
تمام چیزیں ہمارے کھانیکے لیئے پیدا کی گئی ہیں۔ تو اب غور کرنا چاہیئے
کہ جب کوئی چیز بیکار نہیں ہے اور یہ تمام چیزیں ہمارے ایک نہ ایک
فائدہ کے لیئے پیدا کی گئی ہیں تو آخر ہم کس کام کیلیئے پیدا کیئے گئے ہیں
اس ضروری سوال کے حل میں ہماری دینی و دنیوی کامیابی
مضمر ہے۔
ایک بات اور غور کرنیکی ہے کہ یہ بے پائے والا نیلگوں آسمان

اور اتنی لمبی چوڑی زمین اور اسکے اوپر قدرتی مخملی فرش دگھاس)
اور دن کو چمکنے والا آفتاب جسکے نکلنے پر دنیا روشن ہو جاتی ہے
اور غروب ہونے پر رات اندھیاری عالم پر چھا جاتی اور ایک قدرتی
شمع (ماہتاب) آسمان پر خوبصورت خوبصورت چمکتے ہوئے تاروں کے
بیچ میں روشن ہو کر تمام عالم کو روشن و منور کر دیتی۔ آخر ان تمام
چیزوں کا پیدا کرنے والا کون ہے ؟۔

آیا ہم انسانوں میں سے کوئی ان چیزوں کے بنانے اور
پیدا کرنے کی قوت اور قابلیت رکھتا ہے ؟۔

تمہاری عقل سلیم صاف طور پر بتا دیگی کہ تمام دنیا بھی اگر
ملکر ان چیزوں کے مقابلہ میں ایک چیز بھی مدتوں میں بنانی چاہے تو
مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اسکا بنانیوالا کوئی اور ہی ہے۔
پس وہی ہمارا اور تمہارا اور تمام چیزوں کا پیدا کرنیوالا پرمیشور
(خدا) ہے۔ بلکہ ایک بات اور غور طلب ہے کہ خلّاق عالم کی بنائی
ہوئی چیزوں میں سے کوئی معمولی شئے بھی لے لو مثلاً انار ہی کو
دیکھو اُسکے دو ٹکڑے کر دو اُسکے تمام دانوں کو نکال لو پھر اگر دنیا

بھر کے عقلا مدبرین اُسیطرح جسطرح وہ دانے حکمت کیساتھ اپنی اپنی جگہ پر بھی رکھنا چاہیں تو ہرگز ہرگز نہیں رکھ سکتے اُنمیں جیسی عجیب و غریب جھلیاں اور نازک پردے ہیں اور جس حسن خوبی کے ساتھ حکیم مطلق نے دانوں کی حفاظت کیلیے اُنھیں اپنی اپنی جگہوں پر رکھی ہیں اُس سے صانع حقیقی کی حکمت و قدرت ظاہر ہوتی ہے جل جلالہ و جل شانہ اوسی کی دی ہوئی عقل او تدبیر سے ہمنے ریل جہاز تار وغیرہ چیزیں بنایں اگر اُسکی توفیق نہ ہوتی اور وہ ہمکو عقل نہ مرحمت فرماتا تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔

یہ کتاب اگر خالص مذہبی رنگ میں ہوتی تو ہم دکھلاتے کہ معبود برحق نے اپنے ہادیوں رسولوں پیغمبروں کے ذریعہ سے عالم کی ہدایت کیلیے کیسی کیسی خاص نشانیاں بھیجی ہیں اور تمام ہادیان برحق نے اپنے زمانہ میں خاص موقع و محل کے ساتھ معجزات و کرامات کے ذریعہ سے فلسفہ حیات پر نہج خاص کسطرح روشنی ڈالی ہے۔ یہ باتیں ہمارے خاص مذہبی رسالہ سے ظاہر ہونگی۔

سبق (۲)

والدین کے حقوق اور اُنکی اطاعت

تمام مذاہب میں ماں باپ عزیز و اقارب دوست احباب کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تاکید کیگئی ہے۔ خاصکر والدین کے بہتیرے حقوق ہیں جنھوں نے بڑی مشقت سے تمھاری نگہداشت کی۔ تم بالکل بچے تھے۔ ماں نے تم کو اپنا دودھ پلایا۔ بڑے ناز و نعم سے تمھاری پرورش کی تمھارا ذرا سا رونا اُسکو بے چین کر دیتا تھا وہ چھاتی سے لگا لیتی تھی۔ تم اگر ذرا سا ہنس دیتے بس وہ خوش و مسرور ہو جاتی اور اپنے آپے میں نہ ہوتی تھی۔ تمھارا پاخانہ پیشاب اُٹھاتی۔ تم کو شب و روز گود میں لیئے رہتی۔ لوریاں دیتی تھی ہمہ وقت تمھاری لونڈی بنی رہی۔ غرضکہ وہ کونسا کام تھا جو تمھارے لیئے اوسنے اوٹھا رکھا۔ باپ کی شفقت کو دیکھو۔ تمھارے لیئ باہر سے طرح طرح کی مٹھائیاں کھلونے لاتا تھا تمھارے تمام خرچ کا متکفل رہا

اخراجات کے علاوہ اسنے بھی جس ناز و نعم سے تمھاری پرورش
کی ہو اور تمھاری تربیت میں جو جو دکھ اور مصیبتیں اسنے اُٹھائی
ہیں وہ ہر وقت پیش نظر رکھنے کے قابل ہیں۔
بھلا ایسے ماں باپ کی شفقت و عنایت بھلا دینے کی قابل ہے
نہیں ہرگز نہیں۔ اُنکے حقوق تمپر بیحد ہیں۔ دیکھو ہر وقت اسکا خیال
رکھو۔ کوئی بات بھولے سے بھی ایسی نہ سرزد ہو کہ اونکو کچھ رنج
پہونچ جائے۔

سبق (۳)

بادشاہ (گورنمنٹ) کی اطاعت

تمام مذاہب میں اپنے بادشاہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری
واجب قرار دیگئی ہے۔ اگر نظام سلطنت قائم نہ ہو تو ایک دوسرے
کو مار ڈالے۔ مال چھین لے۔ بدامنی بدانتظامی ہوا کرے۔ جب بادشاہ
لوگونکا بیدار ہوگا تو لوگ اوس سے خوف کرینگے ڈرینگے۔ بادشاہ
اپنی حکومت جمائے اور تمام سلطنت کے کامونکے انجام دہی کیلئے

فوج رکھیگا وزرا وارکین ہونگے اِن تمام چیزونکے فراہم ہونے سے بادشاہ کی سلطنت مضبوط و مستحکم رہیگی اور اُسکا رعب و دبدبہ سطوت و جبروت رعایا پر اور تمام عالم پر قائم رہے گا۔

پرانے زمانہ کے لوگ کہا کرتے ہیں کہ ایک زمانہ میں یہاں بڑی بدعنوانیاں تھیں لیکن آج تو تم خود دیکھ رہے ہو کہ کس اعلیٰ درجہ کا انتظام ہے کہ کوئی ایک دوسرے کو ستا نہیں سکتا۔ شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے۔ شہر آباد۔ سڑکیں صاف و شفاف۔ سہل و آسانیاں اسقدر کہ جہاں مہینوں میں سفر کرتے وہ آج ہفتوں اور گھنٹوں میں عیش و آرام سے پہنچ جاتے ریل۔ تار۔ ڈاک ٹیلیفون کا کیسا اعلیٰ درجہ کا انتظام ہے۔

انگریزی سلطنت نے ہندوستان پر بڑے بڑے احسانات کیے ہندوستان میں امن و امان قائم کیا۔ ڈاکوؤں اور رہزنوں کو پامال کیا آئین اور دستور کی عمارتیں قائم کیں۔ عدالت و انصاف کا جو نشان مٹ رہا تھا اِسکو ازسرِنو روشن کیا۔ وحشیانہ رسم و رواج کو مٹا دیا۔ قوموں کو باہمی جنگ و جدل سے بچا لیا۔ خونریزیونکا بیج مار گیا

اور مذاہب کی ہستی باقی رہ گئی، تمھارے قول فعل سے کوئی بات ایسی نہ ثابت ہو کہ جس سے گورنمنٹ کے خلاف گذرے۔ ہاں اگر تمھیں بادشاہِ وقت سے جائز و معقول شکایتیں ہیں تو احسن طریقہ سے بادشاہ کے روبرو پیش کرو۔ مخالفانہ پہلو نہ ہو بلکہ ہمدردانہ طریقہ سے پیش کرو"۔

سبق (۴)

اُستاد کی عظمت

علم و فضل حاصل کرو جس سے سچے طور پر کامل انسان کہے جانیکے مستحق ہو۔ سنو اور غور سے سنو! اُستاد جو جو باتیں تمھیں بتارے اوسے بغور اچھی طرح سے سُنو۔ اوسکے پڑھانیکے درمیان میں ایک دوسرے سے باتیں نہ کرو۔ ہنسو نہیں۔ نہایت تہذیب اور شائستگی کے ساتھ اوسکے سامنے بیٹھو۔ جو جو باتیں جو جو نصیحتیں اُستاد سے تم نے سُنی ہیں اونکا دھیان رکھو۔ بھول نہ جاؤ اور آہستہ آہستہ اوسپر عمل کرنے کی سعی اور کوشش کرو۔ سبق کے پہلے خوب مطالعہ کرلو اور جو سبق مدرسہ سے پڑھکر آؤ ساتھیوں کے ساتھ بیٹھکر

آپس میں مذاکرہ کر جاؤ اس سے تمکو بڑا فیض پہونچیگا سبق یاد
رہیگا۔ جو بات تم کو یاد نہ ہو دوسرے ساتھی کو یاد ہو گی وہ بتادیگا
جو اوسے یاد نہ ہو تم بتادو اسطرح سے ایک دوسرے کو سمجھانے
بتانے بحث ومباحثہ سے نیو خوب مضبوط ہو جائیگی پھر جوں جوں
زمانہ گذرتا جائیگا اور علمی مشغلہ کا سلسلہ اسی قاعدہ سے جاری رہیگا
اوسی قدر تمھارے معلومات میں اضافہ ہوتا جاوے گا۔ جدھر سے تم
گذروگے لوگ دل سے قدر کرینگے اور سر آنکھوں پر بٹھائینگے۔ تم
رات کو پڑھا ہوا سبق دیکھ جاؤ۔ رات کو یاد کرلینے سے دل پر اسطرح
لکھا جاتا ہے جسطرح پتھر کی لکیر کبھی نہیں مٹتی غرضکہ تم استاد کے
کہنے پر چلوگے اوسکی سچی عظمت اور عزت کروگے تو بہت بڑے
قابل ہو جاؤگے اور اگر ایسا نہیں کروگے تو جان لو پھر تم
میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ سب تم کو
بیوقوف بتائینگے اور تمھاری عزت نہیں کرینگے۔

سبق (۵)

شہنشاہ جاپان کی طلبہ کو نصیحت

مرحوم شاہ میکاڈو نے ملک جاپان کے جاپانی طلبہ کے نام جو شاہی فرمان صادر کیا تھا وہ یاد رکھنے کے قابل ہے

"میری رعایا کے پیارے بچو! ہمارے بزرگوں نے اس سلطنت اور حکومت کی عمارت عدل اور علم کے مستحکم ستونوں پر قائم کی تھی اور تعلیم و حبّ وطن کو قوم میں شایع کیا تھا اسلیئے کئی صدیوں تک جاپان کی عظمت و شوکت ذرا بھی متزلزل نہیں ہوئی اور یہاں کے باشندوں میں باہمی اُلفت اور یگانگت کی روح پوری طرح پھونکی رہی اور آج ہم نے بھی اپنے مدارس میں یہی اعلیٰ روح اپنی تعلیم کا سب سے بڑا اصول قرار دیا ہے۔

میری معزز اور شریف مزاج رعایا کے نورِ نظر بچو! تمھارا اصول ماں باپ سے دلی محبت۔ بھائی بہنوں میں چاؤ و پیار۔

دوستوں اور عزیزوں سے یگانگت اور اہل ملک کیساتھ حسنِ معاشرت
ہونا چاہیئے۔ تم دنیا میں ایسی زندگی بسر کرو کہ سب دیسیونکو اپنا بھائی
سمجھو اور تم میں سے ہر شخص اپنے دوسرے ملکی بھائی کی تعظیم
خاطرداری اور ہمدردی مدنظر رکھے۔ اُسکی خوشی سے خوش ہے
اور اُسکے رنج سے رنجیدہ ہوجائے۔ خوش معاملگی اور تہذیب متانت
کو اپنا چلن بناؤ اور علم و ہنر کے حاصل کرنے میں سُستی اور کاہلی کو
پاس نہ آنے دو۔ دستکاریوں کی شان بلند کرو اور انھیں کمال کے اعلیٰ
درجہ سے بھی اوپر پہنچا دو اسطرح پر تمھاری عقلوں میں ترقی ہوگی
اور تمھاری معلومات بڑھیگی اخلاق کی درستی اور حالت کے اچھے ہونیکا
وسیلہ بھی صنعتی ترقی ہی ہے۔ تمھیں رفاہ عام کے کاموں میں حد درجہ کی
کوشش کرنا چاہیئے۔ تمھیں لازم ہے کہ ملک اور اسکے قوانین کی تمام
چیزوں سے بڑھکر عزت کرو۔ اور بوقت ضرورت ملک اور وطن پر جان
و مال دونوں قربان کرنے میں نہایت دلیری اور سخاوت سے کام لو۔
تمکو چاہیئے کہ ہماری حکومت جو کہ صدیوں بلکہ ہزاروں برس سے قائم
ہے اسکے زبردست مددگار بنو کیونکہ اگر تم ان ہدایتوں پر عمل کروگے

تو بلا شبہہ تم معزز ابنائے وطن سے ہو گے اور اپنے باپ دادا کے
حقیقی وارث۔ تم یہ نہ سمجھو کہ ہماری یہ ہدایتیں آج کوئی نئی ہیں نہیں
بلکہ یہ رسم قدیم زمانہ سے چلی آتی ہے اور خوب خیال رکھو کہ ہم جو کچھ
تم سے کہتے ہیں خود ہمارا بھی اسپر عمل ہے۔ لہذا ہم تمھیں اپنے خیال اور
کام میں شریک اور مددگار بنانا چاہتے ہیں کیونکہ ہماری غرض صرف
یہ ہے کہ ملک جاپان میں انسانی فضائل کو ترقی حاصل ہو اور
ہماری سوشل (اخلاقی) زندگی دوسری قوموں کیلئے نمونہ او نظیر رہے

سبق (۶)

جاپان کی کامیابی

جناب مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی مترجم فلسفہ ہربرٹ
سپنسر و مصنف اخلاق حسینی وغیرہ وغیرہ نے نومبر ۱۹۰۷ء کی عصر جدید
لکھنؤ میں جاپان کی کامیابی پر نہایت عمدہ مضمون تحریر فرمایا تھا
جو حسب ذیل ہے:۔

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی
کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من

کیا باعتبار اُس اندرونی ترقی کے جو پچھلے چند سال میں جاپان[1] کو نصیب ہوئی ہے اور کیا باعتبار اُس نمایاں فتح کے جو پچھلے چند ماہ میں اُسکو روس کے مقابلہ میں حاصل ہوئی ہے جاپان کی کامیابی نے تمام دنیا کے غور و فکر کرنیوالوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال رکھا ہے یہانتک کہ اہل مشرق اور اہل مغرب دونوں اِس بات کا سبب دریافت کر رہے ہیں کہ جاپان کو یہ کامیابی کیوں اور کسطرح حاصل ہوئی اور آیا یہ اعلیٰ درجہ کی کامیابی قائم رہیگی بھی یا نہیں ہے۔

اگر صاف صاف بیان کیا جائے تو اسکے دو سبب ہیں:-

اوّل - ایثار علی النفس یعنی ملک کے فائدہ کو اپنے ذاتی فائدہ پر مقدم سمجھنا اور اُسکی خاطر اپنے نفس کو بالکل قربان کر دینا۔

[1] جاپان چند جزائر کا مجموعہ ہے۔ جو چین مشرق کی طرف بحر الکاہل میں واقع ہے یہ ایک نہایت چھوٹی سی سلطنت ہے جسکی آبادی صرف چار کروڑ چالیس لاکھ ہے اور رقبہ ایک لاکھ اکسٹھ ہزار مربع میل ہے مگر علمی و عملی ترقی اور فوجی قوت میں دنیا کی کسی سلطنت سے کم نہیں ہے۔

دوم تحصیل علم وکمال کا بدرجہ غائت شوق رکھنا۔

نوعمر جاپانی اُن مختلف علوم وفنون اور صنعت وحرفت کے سیکھنے
کے لیئے جنکو وہ اپنے وطن میں اچھی طرح نہیں سیکھ سکتے۔ جوق جوق امریکہ
کو چلے جاتے ہیں اور اب بھی برابر جارہے ہیں یہ لوگ تقریبًا سب کے سب
باعتبار مال ودولت کے بہت مفلس اور نادار ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ
جس تعلیم کو انگریز زمانۂ حال کی کامل تعلیم سمجھتے ہیں جاپانی عمومًا اُسکے
اخراجات کے متحمل نہیں ہوسکتے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے بچونکو تعلیم
کے لیئے بجائے انگلستان کے امریکہ بھیجتے ہیں کیونکہ انگلستان میں
کسی پیشے یا علم وفن کے سیکھنے کا خرچ اسقدر زیادہ ہے کہ وہ اُن کو
وہاں بھیجنے سے باز رہتے ہیں مگر ناداری۔ اولوالعزم جاپانیونکے
لیئے سدّراہ نہیں ہوسکتی۔ وہ اکٹھے ہوکر سین فرانسسکو یا کسی
دوسری سنٹر (وسطی مقام) میں جاکر جمع ہوجاتے ہیں حال کا ذکر ہے کہ

نمبر۱ سین فرانسسکو کیلی فورنیا کا سب سے بڑا شہر ہے۔
اور غلہ۔ پھل۔ اُون۔ سونا۔ پارہ۔ وغیرہ اشیا یہاں سے
غیر ملکوں میں روانہ کیجاتی ہیں ۱۲۔

کیلی[1] فورنیا میں تقریباً بارہ ہزار جاپانی فنون مختلفہ کی تعلیم پانیوالی
موجود تھے بلکہ اب بھی موجود ہیں اِن میں سے اکثروں کو خواہ وہ
کیسے ہی اعلیٰ خاندان کے ہوں اپنی روٹی کمانے اور مدرسہ کی
فیس ادا کرنیکے لیے مفلسی کی وجہ سے مجبوراً ادنیٰ درجہ کے کام
کرنے پڑتے ہیں بعض بعض رنج کی نوکری یعنی خدمتگاری کر لیتے ہیں
کیونکہ امریکہ میں خدمتگار اچھے پڑھے لکھے رہتے ہیں وہ اپنی آقا سے
صرف اس بات کا معاہدہ کر لیتے ہیں کہ ہمکو مدرسہ کے وقت میں کام لینے
چھٹی دید یجائے اور بعض باورچی اپنے فن میں معقول تنخواہیں
پاتے ہیں اور اس نوکری میں اسقدر کما لیتے ہیں کہ مدرسہ کی مقررہ تعلیم
پوری کر کے کالج میں داخل ہو جاتے ہیں ایک شوقین طالب علم کو
تحریر اقلیدس کی کتاب سامنے رکھے ہوئے آلو چھیلتے دیکھا گیا ہی
ایسی ایسی مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جاپانیونکو ترقی کا سچا
شوق ہی اور اس عرصہ میں طرح طرح کی اپنے اوپر آپ ڈالی ہوئی

---

[1] کیلی فورنیا جاپانی امریکہ ملک اضلاع متحدہ ریاست کا نام
ہی جو اسکے مغرب کی طرف ساحل بحرالکاہل پر واقع ہے۔

صعوبتیں جھیلکر جو تربیت اُن کو حاصل ہوتی ہی وہ یہ ہے کہ اُنکی خصلت سلیقے میں ڈھل جاتی ہے اور یہ فائدہ بہ نسبت اُس تمام علم کے جو دنیا جہان کی کتابوں میں بھرا ہی زیادہ تر قابل وقعت ہی۔

بعد ختم تعلیم طلبہ اپنے وطن کو واپس چلے جاتے ہیں۔ اور اِسوقت جاپان کے قریب قریب ہر ایک گاؤں میں امریکہ کی کسی یونیورسٹی کا کم از کم ایک جاپانی گریجوایٹ زندہ اور کام کرنیوالا موجود ہے۔ کوئی ڈاکٹر ہے کوئی انجنیر کوئی معلّم اور کوئی کلیں بنانے والا۔ وہ اپنے گاؤں میں گویا ترقی کا خمیر ڈال رہا ہی اُسکو زیادہ تر یہی خیال رہتا ہی کہ اپنے ہم وطنوں کو تعلیم و تربیت کرے نہ یہ کہ اپنے ذاتی منافع کو ترقی دے۔ پچھلے اٹھائیس سال سے جاپان میں تعلیم لازمی ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں چھ سال کی عمر سے مدرسہ جاتے ہیں بڑے بڑے قصبوں کے چند ہائی اسکولوں اور کالجوں کے سوا کسی مدرسہ کے متعلق بورڈنگ ہوس نہیں ہے۔ گھر کی تربیت کا اتنا بڑا ایسا عمدہ اثر ہوتا ہے کہ ماں باپ کو اِس بات کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ دوسروں کو اُجرت دیکر اُن سے اپنے ذاتی فرائض کو پورا کرائیں فیس کم ہی اور پرائمری یا دیہاتی مدرسوں میں

صرف ابتدائی تعلیم دیجاتی ہے۔ دوسرے درجہ کی مدرسوں یعنی ہائی اسکولوں
میں طلبہ کو کالج میں داخل ہونیکے لیئے تیار کیا جاتا ہے اور انگریزی زبان
لازمی ہے۔ غریب آدمی جو معمولی دستکاری یا محنت مزدوری کرتے
ہیں صرف ابتدائی تعلیم پوری کرتے ہیں ہائی اسکول کی تعلیم سے فارغ
ہوکر طلبہ خاص خاص علوم و فنون کی تکمیل کیلیئے کالج میں داخل ہوتے ہیں
جاپان میں دو یونیورسیٹیاں ہیں جہاں مختلف علوم و فنون کی پوری
پوری تعلیم ہوتی ہے ان میں اول اول تمام پروفیسر غیر ملکونکے باشندے
تھے مگر اب قریب قریب سب جاپانی ہیں۔

رہی مذہبی تعلیم اُس میں سوائے اخلاقی نصیحتونکے جو اکثر مذہبوں
میں مشترک ہیں۔ اور کسی بات پر زور نہیں دیا جاتا اہل جاپان عموماً
جس مذہب کے پیرو ہیں اُسکو شنٹو کہتے ہیں۔

جس کا لب لباب وہی اخلاقی نصائح ہیں اُسمیں نہ تو کوئی
مذہبی پابندی ہے نہ روزے ہیں نہ دیگر رسومات۔ نہ ایسی کمی ہے جو
اخلاق کی تکمیل اور ضبط نفس کی تعلیم حاصل کرنے میں شنٹو مذہب جاپانیونکے
لیئے مضر ہو۔ اسمیں شک نہیں کہ اعلیٰ درجہ کی کامیابی جو یکایک

حاصل ہو جاتی ہے اُسکی ٹکر سنبھالنے کیلئے ایک قوی دل قوم کی ضرورت ہے ؎

بادہ نوشیدن و ہشیار نشستن سہل ست

چوں بدولت برسی مست نگردی مردی

بہت سے نکتہ چین یہ بھی کہتے ہیں کہ جاپانیوں کے مذہب میں سخت پابندیوں کے نہ ہونیکی وجہ سے اُن کا تنزل بھی مثل اُنکے ترقی کے فوری اور یک لخت ہو گا تاہم کچھ شک نہیں کہ جاپانی ایک عجیب غریب قوم ہیں اور اپنے کمال اور حصول لیاقت کے شوق کی وجہ سے جسکو وہ ہر ایک کام کی بنیاد سمجھتے ہیں اور انکا یہ خیال ٹھیک ہے تمام دنیا کے لیئے ایک نمونہ ہیں جاپانی جو کام بناتے ہیں اُس میں اپنی صنعت کا جوہر دکھاتے ہیں یعنی چھوٹی چیز بناویں خواہ بڑی حتی الامکان اُسکو عمدہ سے عمدہ بناتے ہیں اور اِس بات کی تائید ذیل کی حکایت سے ہوتی ہے:-

"ایک انگریز جو جاپان کی سیر کو گیا تھا ایک دفعہ ایک سنار کی دوکان پر کچھ چیزیں لے رہا تھا اُسنے دیا سلائی کیلئے

ایک چاندی کا چھوٹا سا بکس دوکاندار سے طلب کیا تو اُس نے
دو تین نمونے دکھلائے مگر یہ کہا کہ یہ بکس آپکو نہیں مل سکتے کیونکہ
ہر ایک بکس کی صنعت میں ایک بڑا نقص رہ گیا ہی انکو دوبارہ
پگھلایا جائے گا اور میں آپ کیلیے ایک اور بکس بنا دونگا۔"

غیر ملکوں کے خیالات اور اوضاع واطوار اختیار کرنے میں جاپانی ہرگز اندھا
دھند پیروی نہیں کرتے جاپان جدید کے عادات وخصائل کو سانچے میں
ڈھالنے اور باقاعدہ بنانے میں امریکہ نے بڑا کام کیا ہے مگر فولاد اور
لوہے کے کام میں جہاز بناتے ہیں اور کسی قدر با ضابطہ سلطنت کا طریقہ
اختیار کرتے ہیں جاپان نے انگلستان کی تقلید کی ہے۔ فوجی قواعد میں
کسی قدر تغیر وتبدل کے ساتھ جرمنی کی اور توپیں بنانے میں فرانس
کی نقل کی گئی ہے اور دنیا میں جسقدر چیزیں عمدہ سے عمدہ ہیں اُن
سب کو زیرک جاپانیوں نے غیر ملکوں سے لیکر اپنے ملک میں رائج
دیا ہو اور مناسب ردو بدل کے ساتھ اُن کو حاصل ہوا استعمال کے
لائق بنا لیا ہے۔ یہ قوم مشرق ومغرب کے بیچوں بیچ ایک جدا گانہ خطہ
میں آباد ہے اور نہ تو مشرق سے اُن کے کچھ ایسے تعلقات ہیں اور

مغرب سے بلکہ جو باتیں بیرونی دنیا میں عمدہ ہیں اُن سب کو آزادی کے ساتھ حاصل کر کے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ قصہ مختصر جاپانیوں نے ہر ایک معاملہ میں "خُذْ مَا صَفَا دَعْ مَا کَدَرْ" کے زریں مقولہ پر پورا پورا عمل کیا ہے۔"

سبق (۷)

نوشیرواں بادشاہ کے سوال اور اُسکے وزیر حکیم بزرجمہر کے جواب

س۔ عزت کس چیز سے زیادہ ہوتی ہے۔

ج۔ کم سخنی سے۔

س۔ سب سے زیادہ کسکے ساتھ نیکی کرنا چاہیئے۔

ج۔ ماں باپ کے حق میں۔

س۔ بدی کسکے ساتھ کرنی چاہیئے۔

ج۔ اپنے نفس کے ساتھ۔

س۔ خوشنودی پروردگار کس چیز سے حاصل ہوتی ہے۔

ج۔ والدین کی خدمت کرنے سے۔

س۔ کونسی نیکی مقبول بارگاہ کبریا ہے۔

ج۔ اپنے ماں باپ اور اولاد اور قوم اور کنبہ سے۔

س۔ حق تعالےٰ کے نزدیک کونسی بدی بدتر ہے۔

ج۔ اپنی اولاد کے حق میں بددعا کرنا اور کمزور پر ظلم روا رکھنا۔

س۔ کس دلیل سے نیک بخت پہچانا جاتا ہے۔

ج۔ تین دلیلوں سے۔ طلب علم بخشش اور شگفتہ دلی سے۔

س۔ بہت عمدہ کام کون ہے۔

ج عالموں اور حکیموں کی صحبت میں بیٹھنا اور کچھ اُنسے حاصل کرنا۔

س مرد عارف کی کیا پہچان ہے۔

ج۔ جو کسی کے درپے آزار نہ ہو۔

س۔ کم آزاری کسطرح حاصل ہوتی ہے۔

ج۔ کل مخلوقات سے اپنے تئیں کمتر جانے۔

س۔ یہ صفت کسطرح حاصل ہو۔
ج۔ حکیموں اور عالموں کی صحبت کی برکت سے۔

مفید باتیں

جھگڑا و فساد و بغض و عناد یہ وہ مرض لا علاج ہے اور وہ بلائے بے درماں ہے کہ اسکے آتے ہی بربادی و زوال نمودار ہوجاتے ہیں امن و چین اُٹھ جاتا۔ اطمینان رخصت ہوجاتا ہے۔ جھگڑے فساد شر و عناد سے عالم میں غلغلہ مچ جاتا ہے۔ ہر شخص کو مصیبت گھیر لیتی ہے عداوت کا دل میں رکھنا گویا انگاروں کو راکھ کے نیچے چھپانا ہے۔

ہر ناگوار واقعہ نیک آوازِ بازگشت ہے جو انسان کے خبیث نفس کا ایک ہی نقش ہے جو بار بار نظر آتا ہے کبھی لمبی داڑھیوں کے نیچے۔ کبھی عمامہ کے پیچوں میں کبھی سجدہ کا نشان رکھنے والے پیشانی میں اور کبھی دیبا و اطلس کی گلکاریوں میں یہ خبیث نفس انسان کی زندگی کا لاینفک ضروری

جزو ہے جسقدر کہ روشنی کیساتھ ظلمت۔ خیر کیساتھ شر۔ آرام کیساتھ تکلیف۔ اسلیئے کبھی خفا نہو کہ تم سے کوئی بد باطن خفا ہے کبھی برا نہ کہو اسلیئے کہ تمھیں کوئی کور چشم گالیاں دیرہا ہی! تمام عالم میں وہ اپنی جگہ پر اپنا فرض ادا کررہا ہی تم اپنی جگہ پر اپنا فرض ادا کرو۔ یعنی اُسکی گالیاں سنو اور سہو! (از اخبار اعظم مرادآباد)

بہترین اخلاق

حضرت علیؑ کو ایک شخص نے گالیاں دیں جب آپ کو خبر ہوئی تو کچھ انار اسکے پاس بھیجنے کو حکم فرمایا کسی نے عرض کیا یا حضرت اوسنے تو آپکو گالیاں دی ہیں اور آپ اُسکو انار روانہ فرما رہے ہیں ارشاد فرمایا کہ جس قدر اُسنے نیکیاں کی تھیں بس غیبت میں مجھے برا بھلا کہکے مجھے دیدیں تو کیا میں فانی اشیاء میں سے انار بھی اُسکے پاس نہ بھیجوں۔ (موتی)

امام حسنؑ سے آکر کسینے کہا کہ فلاں شخص آپ کی ہجو کرتا تھا۔ فرمایا اے شخص تو نے مجھے تعب میں ڈالدیا اسلیئے کہ پہلے تو نے وفا اپنے لیئے

استغفار کرتا تھا اب آج سے اُسکے لیئے بھی خدا سے استغفار کرنی پڑی

ر وحی لہم الفدا ء (مؤلف)

امام زین العابدین کو ایک شخص نے بُرا کہا حضرت نے اُس کی جانب سے مُنھ پھیر لیا پھر اُسطرف آ کر اوسنے ایسا ہی کیا حضرت نے اُدھر سے بھی مُنھ دوسری طرف پھیر لیا پھر سامنے آ کر اوسنے کہا میں آپ ہی کو بُرا کہتا ہوں آپ نے فرمایا ہاں ہاں میں تجھ سے ہی مُنھ پھیر رہا ہوں سُبحان اللہ۔ (مؤلف)

دنیا کچھ کام کرنیکی جگہ ہے لڑنے کی جگہ نہیں ہے آدمی باہمی اتفاق و ہمدردی اور آپس میں مل جُل کر رہنے کیلیئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ جنگ و جدل اور توتو میں میں کرنے کے لیئے۔ انسان کو زیادہ تر انھیں کاموں کی طرف توجہ کرنا چاہیئے جو سود مند اور مفید ہوں اور تعلیم۔ زراعت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت۔ حفظ حقوق رعایا و زر و مال باشندگان ملک و صحت تندرستی خلائق کے امور کم نہیں جو انکو چھوڑ کر

تیز طبعی اور جودت دوسری بات تو نہیں دکھائی جائے۔ (مؤلف)

اپنی اپنی طبیعت ہے کوئی تمہارے ساتھ دشمنی کرتا ہی تو تمھاری سعادت اس میں ہے کہ تم نیکی کیساتھ پیش آؤ۔ جو اوس سے ہو سکا اوسنے تمھارے ساتھ کیا جو تم سے ہوسکے تم اُسکے ساتھ سلوک کرو۔ نہیں دیکھتے ہو کہ صندل پر اگر کوئی کلھاڑی مارتا ہے تو وہ اپنی خوشبو اُسکی دھار کو بھی دیدیتا ہی اور اپنی بھلائی سے باز نہیں آتا۔ زمین نیچے سے آسمان کی جانب گرد و غبار اُڑاتی ہے مگر آسمان کی طرف سے باران رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ اچھے لوگ بُرائی کرنے پر بھی اپنی نیکی سے باز نہیں آتے۔ (مؤلف)

کہا جاتا ہے کہ بڑے آدمیوں پر حملہ کرنا انسانیت اور تہذیب کے خلاف ہے گالیاں دینا کوئی اچھی عادت نہیں اختلاف رائے ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ مخالف آرا رکھنے والوں کی تذلیل و تحقیر کی جائے۔ پھر اگر ایسا کرنے کے لیے آپ مجبور ہیں تو ذرا لہجہ نرم کیجیے

اور شکایت بھی کیجیے تو شکر کے لہجہ میں کیجیے۔ نرمی اور محبت سے کام نکلے تو سختی دِکھلانا شانِ شرافت نہیں۔ (ابوالکلام آزاد)

کسی کو برا کہنا یقیناً اچھی بات نہیں۔ دل محبت کیلیے ہے نہ کہ عداوت کیلیے لیکن کیا ایسی صورتیں بھی ہیں جن میں یہ برائی ہی سب سے بڑی نیکی اور بھلائی ہو جا سکتی ہے۔؟ (آزاد)

مؤلف۔ پیغمبر اسلام کا حکم ہے کہ التکبر مع المتکبرین عبادۃ یعنی جو تم سے غرور و تکبر سے پیش آئے تم بھی اسکے ساتھ تکبر کرو۔ مطلب یہ ہے کہ موقع و محل کو پہچانکر اُسکے مطابق کام کرو نہ تو ہر جگہ اکڑو نہ ہر جگہ جھکو۔ (راحت)

سب سے پہلے اسی اخلاق کی عام اصول کیے لحاظ سے دیکھیے جب بھی فیصلہ صاف ہے دنیا میں جسدن اخلاق نے کہا کہ نیکی کو نیک اور نیک عمل کو اچھا کہو کیونکہ بغیر اسکے دنیا میں نیکی زندہ نہیں رہ سکتی۔ اُسیوقت اُسنے ضمناً یہ بھی کہدیا کہ نیکی کی خاطر بدی کو بُرا اور بدعملی کو قابل نفرت سمجھو کیونکہ نیکی کو اسکا حق تحسین مل نہیں سکتا جب تک بدی کو

اسکی سرزنش اور نفرین نہ ملجائے۔ (آزاد)

(مولف) یہاں بھی یہ شعر یاد رکھنے کے قابل ہے

نکوئی با بداں کردن چنان ست
کہ بدکردن بجائے نیک مرداں (دراحت)

سبق (۸)

گلدستہ اطفال

کاہلی میں رہنا اور کام سے دل چرانا تمھارے لیے ٹھیک نہیں۔

بِقَدرِ الکَدِّ تُکتَسَبُ المَعَالِی
وَمَن طَلَبَ العُلیٰ سَهِرَ اللَّیَالِی

(ترجمہ) موافق کوشش کے بزرگیاں حاصل کیجاتی ہیں۔ جو شخص بزرگی چاہے گا وہ شب بیداری کریگا۔

(دیوان جناب امیرؑ)

ڈاکٹر جانسن۔ سیوج کی سوانحعمری (جو نہایت لاپروائی اور بداعتدالی و فضول خرچی کی زندگی بسر کرتا تھا) میں لکھتے ہیں:۔

"یہ تعلق بالکل غیر مفید ہوگا جو لوگ اپنے اعلے عقلی و علمی کمالات کے غرے میں روزانہ زندگی کے معمولی اصول بھول جاتے ہیں انھیں یاد رکھنا چاہیئے کہ دور اندیشی کی کمی کو کوئی خوبی پورا نہیں کر سکتی۔ اور یہ کہ غفلت اور بے قاعدگی کو اگر مدت تک راہ دی گئی تو علم بالکل بے سود۔ طباعی اور ذہانت مضحکہ خیز اور جوہر عقل تحقیر انگیز ٹھہرے گا۔"

پادری جان ملکم صاحب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب بلگرامی کی سوانحعمری لکھتے ہوئے فرماتے ہیں "اس موقع پر جس خاص اور اہم بات کی طرف میں اپنے ناظرین کی توجہ کو مائل کرانا چاہتا ہوں اور جسکو جناب بلگرامی صاحب ممدوح کی کل ترقیوں کی بنیاد سمجھنا چاہیئے وہ اُن کی ابتدائی تعلیم ہے۔

خوش قسمتی سے آپ کو شروع ہی سے ایسے اعلیٰ و تجربہ کار اُستاد ملے کہ جو کچھ اور جسقدر آپ نے سیکھا وہ ضروری اور مفید تھا

اور اسکو آپ نے اچھی طرح سیکھا۔

دنیا میں جتنے نامور لوگ گذرے ہیں اگر ان کی ترقی کے راز کا کھوج لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کو اپنی فطرتی ذہنی قابلیتوں کی ساتھ خوش قسمتی سے اعلےٰ درجہ کے استاد حاصل ہوئے تھے۔

پادری صاحب فرماتے ہیں "موجودہ حیدرآباد ایک نئی و نوجوان پود کا حیدرآباد ہے ترقی کی نئی نئی امنگیں ہیں اور بادشاہ و وزیر بھی نوعمر حسب حال ہیں کہا جاتا ہے کہ موجودہ جاپان کی پارلیمنٹ کثرت سے نوجوان کی پارلیمنٹ ہے حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی اب جو کچھ امیدیں ہیں وہ نئی پود اور ان کی نوجوان قوت سے وابستہ ہیں۔

سوچنے کا زمانہ گذر گیا اب عمل کا زمانہ آگیا ہے اور کچھ کر گذرنے کی قوت تاریخ عالم میں صرف نوجوانوں ہی میں پائی گئی ہے۔

آنریبل مسٹر گوکھلے کی طلبائے مدراس کو نصیحت

طلبائے مدراس کے ایڈریس کے جواب میں آپنے ایک مرتبہ فرمایا تھا:۔

"عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ملک کی آئندہ امیدیں طلبہ کے بھروسے
پر قائم کی جاتی ہیں۔ گو یہ ایک معمولی قول ہے لیکن نہایت ہی صحیح سمجھا
جا سکتا ہے کیونکہ ہندوستان میں ان لوگوں کی تعداد جن پر زمانہ حال
کی تعلیم نے اثر کیا ہے بہت ہی کم ہے اِن کو جو موقع دیا گیا ہی اس سے
انکو فائدہ حاصل کرنا چاہیے اور جو کام اُنکے سامنے پیش ہے اسکے لیے
انکو تیار رہنا چاہیے۔ انکو جب کسی شغل زندگی میں مشغول ہونا پڑے
اسمیں یہ بات ضرور ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ اپنی سرگرمی اور فرمانبرداری
اور باہمی معاونت کی قوت کو اسی میں صرف کرتے رہیں اور اس چال
چلن اور علم کو وہ اپنی طالب علمی ہی کے زمانہ میں حاصل کریں اسوقت
انکو یہ کرنا چاہیے کہ نہایت ہوشیاری کیساتھ تعلیم حاصل کریں۔
ہر قسم کی کتابیں پڑھ ڈالیں صحیح مشاہدہ سے کام لیتے رہیں ہر بات پر
گہری نظر سے غور کریں اور جسوقت انکے لیے اپنی رائیں قرار دینے
کا زمانہ آئے گا تو اُسوقت صحیح اور معقول رائیں قائم کر سکینگے آپنی
طلبہ کو ایک نہایت ہی مفید اور معقول پند دیا ہی۔ وہ پند یہ ہے کہ
"جب کسی تحریک کے متعلق انکے والدین یا استادوں بالعموم حکام کو

اعتراض ہو کہ طلبہ اِن میں شریک نہ ہوں اسکے متعلق طلبہ کو لازم ہے کہ جو قیود و شرائط اُنکے لیئے قرار دیئے گئے ہیں، اُن کی پابندی اور تعمیل کریں"۔

سنسکرت کا مقولہ ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ طلبا میں چند خصوصیات کا ہونا ضروری ہے (۱) اُن کو اپنی طبیعت اِس قسم کی عادی کرنی چاہیئے کہ جہاں اور جس مقام پر جس حیثیت سے چاہیں سو سکیں (۲) اُنکی نیند مثل کتے کے ہو کہ ایک کنکری سے اُٹھتا، کسی کے اسطرف گذرنے سے جاگ جاتا (۳) زبان کوّا کی سی ہو۔

مگر ایک بات یہ بھی یاد رکھو حکایت ہے کسی حکیم سے پوچھا کہ کیا سبب ہے جو آپ تکلم کم کرتے ہیں اور سماعت بہت۔ جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے مجھکو زبان ایک دی ہے اور کان دو دیئے ہیں پس بہ نسبت گویائی کے سننا دو چند ہونا چاہیئے۔

(تہذیب الخصائل)

نصیحت ہمیشہ تلخ معلوم ہوتی ہے جیسے کڑوی دوا۔ میٹھی بات کہنی
سے نیک آدمیوں کا غصہ رفع ہو جاتا ہے جیسے ذرا سے ٹھنڈے پانی کے
چھینٹے سے دودھ کا ابھان بیٹھ جاتا ہے۔ طاقت ور کے سب مددگار
ہو جاتے ہیں لیکن کمزور کا کوئی حمایتی نہیں ہوتا جیسے ہوا آگ کو بڑھاتی
ہے اور چراغ کو گل کر دیتی ہے۔ عزت صفات سے ہوتی ہے بدصفاتی سے
کسی نے منزلت نہیں پائی۔ مثلاً طوطے کو سب پالتے ہیں لیکن کوّے
کو کوئی نہیں پالتا ہے۔

سبق (۹)

سلک مروارید

یعنی

مقالات حضرت علیؑ

(۱) خدا کا خوف کرو تو پھر تمکو کسی سے خوف کرنیکی حاجت نہ ہوگی۔

(۲) اپنا مقابلہ کرو تو امن میں رہوگے۔

(۳) سب سے بہتر مال وہ ہی جو خدا کی راہ میں صرف کیا جائے۔

(۴) رضاے الہی پر راضی رہنا قلب کو شفا بخشتا ہے۔

(۵) شہوت حیوانی بیماری قلب ہے۔

(۶) کسی آدمی کے اطوار اوسکی فہرست ہوتے ہیں اور اوسکی گفتگو اوسکی فہم کی فہرست ہوتی ہے۔

(۷) بخیل کے سکے ایسے بے قیمت ہیں جیسے کنکر پتھر۔

(۸) ایک جرم بہت سی نیکیونکو چھپا دیتا ہے اور بہت سی نیکیاں ایک جرم کو نہیں چھپاتیں۔

(۹) اپنے باپ کی تعظیم کر تو تیرا فرزند بھی تیری تعظیم کریگا۔

(۱۰) کسی دانشمند کا حکم سب کے حکموں سے افضل ہی۔

(۱۱) تیری تقدیر تجھکو ڈھونڈتی پھرتی ہے تو کیوں اوسکی تلاش میں سرگرداں ہے۔

(۱۲) اول نتیجہ کو خوب خیال کیا کر تو تمام بلاؤنسے محفوظ رہیگا۔

(۱۳) کسی شخص کی راے اوسکی فہم کا نمونہ ہوتی ہے۔

(۱۴) کسی شخص کا قاصد اوسکے خیالات کا مترجم ہوتا ہے لیکن اوسکا خط اوس سے زیادہ ہے۔

(۱۵) سخاوت سے محبّت پیدا ہوتی ہے۔

(۱۶) ایفائے عہد سے اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

(۱۷) شہوت بربادی کی دلیل ہے۔

(۱۸) غصّہ کرنے سے بربادی پیدا ہوتی ہے۔

(۱۹) لطف و مدارا سے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔

(۲۰) خدا کی تعلیم طبیعت کو مہذب کرتی ہے۔

(۲۱) اطوار کی خوبی سے لوگ تعظیم و عزت کرتے ہیں۔

(۲۲) ہر شخص پر بلا امتیاز بھروسہ کر لینا فہم کا نقص ہے۔

(۲۳) مکّار وہ ہے کہ اوروں کو تو خیال نہیں کرتا اور اپنی فکر میں غرق رہتا ہے۔

(۲۴) علم سے شوق پیدا ہوتی ہے اگر مداومت کرے قائم رہتا ہے ورنہ ضایع ہو جاتا ہے۔

(۲۵) کسی شخص کا اپنے بارے میں خراب رائے رکھنا نشانی اوسکے فہم و ادراک کی اور ثبوت اوسکی افضلیت کا ہے۔

(۲۶) کسی شخص کا اپنی تعریف کرنا ثبوت اوسکی عقل یا لیاقت کا

اور دلیل او سکے بے دانشی کی ہے۔

(۲۷) تیرا سچا دوست وہ ہے جو تیری فکر اپنی سی کرے۔ اور اپنی دولت۔ اولاد اور جان سب سے زیادہ تجھی عزیز سمجھے۔

(۲۸) دانشمند وہ ہے جو حالتِ غضب۔ حالتِ خواہش اور حالتِ خوف میں اپنے کو روک سکے۔

(۲۹) ایک نیکی کیجیے تو اُس سے دوسری نیکی کی جلد تکرار ہوگی اور اسیطرح کامل ہو جاوے گا۔

(۳۰) افلاس میں صبر کرنا اور نیکنام رہنا دولتمندی کیساتھ بدنام ہونے سے بہتر ہے۔

(۳۱) دشمنِ دانا دوست نادان سے بہتر ہے۔

(۳۲) مصیبت کے بعد راحت آتی ہے۔

(۳۳) لوگ اُس زمانہ کے موافق ہوتے ہیں جسمیں کہ وہ زندگانی کرتی ہیں نہ اپنے آبا و اجداد کے موافق۔

(۳۴) ہر شخص کی قیمت بقدر اُس نیکی کے ہے جو وہ کرتا ہی۔

(۳۵) جو شخص اپنی قیمت اور قدر جانتا ہی ہلاک نہیں ہوتا۔

(۳۶) جسکو حسد ہے اوسکو آرام نہیں۔

(۳۷) دانشمند کبھی محتاج نہیں ہوتا۔

(۳۸) دروغ گو کبھی فیاض نہیں ہوتا۔

(۳۹) ایک دانشمند کی زبان اُسکے دل کے نیچے ہوتی ہے۔

(۴۰) دل ایک احمق کا زبان کے نیچے ہوتا ہے۔

(۴۱) دشمن پر تمھاری فتح یہ ہے کہ فروگذاشت کرو۔

(۴۲) خوشحالی یہ ہے کہ سچ بولنے کی عادت ہو۔

(۴۳) ہر عداوت کا علاج ہی مگر حسد کی دشمنی لاعلاج ہے۔

(۴۴) برے آدمیونکی صحبت سمندر میں جانیکے برابر ہے

(۴۵) جو خاموش ہے پشیمان نہیں ہوتا۔

(۴۶) جو ملامت کو غور سے سنتا ہی وہ طعن و تشنیع کا مستحق ہوتا ہی۔

(۴۷) ایک آدمی کی تعریف اوسکے زبان کے نیچے ہوتی ہے۔

(۴۸) علما کی گفتگو روضۃ الفردوس ہے۔

(۴۹) انسان کی بربادی اوسکے مزاج کا وہم ہے۔

(۵۰) علم زینت ہی دولت کی اور دولت زینت ہی غربت کی۔

(۵۱) پریشانی میں بے صبر ہونا پریشانی سے زیادہ خراب ہی۔

(۵۲) حرص افلاس کی دلیل ہے اور شرارت کی بنیاد ہے۔

(۵۳) مکّار کی زبان شیریں اور دِل تلخ ہوتا ہے۔

(۵۴) کمال کی تین باتیں ہیں۔ مصائب میں صبر کرنا۔ عادات میں اعتدال رکھنا اور سائل کی مدد کرنا۔

(۵۵) عقلمند احمق کو پہچانتا ہے کیونکہ کبھی خود بھی جاہل تھا۔ مگر احمق دانشمند کو نہیں پہچانتا کیونکہ یہ کبھی بافرہنگ تھا۔

(۵۶) غضب ایک جلتی ہوئی آگ ہے جو اسکو روکتا ہے۔ بُجھا دیتا ہی لیکن جو اُسکو جاری ہونے دیتا ہی سب سے پہلے وہی جلتا ہی۔

(۵۷) آزادی اور استقلال بڑی عمدہ چیزیں ہیں مگر خدا اُنھیں کو دیتا ہی جنکو عزیز رکھتا ہے اور جنکا امتحان لیتا ہی۔

(۵۸) وہ شخص سب سے بڑا سفر کرتا ہے جو کسی دوست صادق کی تلاش اختیار کرتا ہے۔

(۵۹) سب سے بڑا احمق وہ ہی جو کوئی نیکی تو نہ کرے اور اپنی تعظیم چاہی اور بُرائی کرے اور تاہم جزاے خیر کا منتظر رہے۔

(۶۰) خداوند کریم اُس شخص سے بہت زیادہ نفرت کرتا ہی جو اپنے خیالات کو اپنے شکم و شہوت میں غرق رکھتا ہے۔

(۶۱) سب سے زیادہ مہربانی کا مستحق وہ شخص ہے کہ اگر اُسپر عنایت میں توقف ہو تو صبر سے برداشت کرے۔ اور اگر عنایت سے انکار کیا جائے تو معاف رکھے اور اگر اُس پر عنایت کی جاوے تو شکرگذار رہے۔

(۶۲) سب سے زیادہ منصف وہ ہے جو اپنے باب میں اُسوقت عدل کرے جبکہ اُسکا کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔

(۶۳) خدا کا توکل اوس شخص کا حصن حصین ہے جو سب سے بھاگ کر خدا کی طرف آتا ہے۔

سبق (۱۰)

زندگی کو کامیابی سے بسر کرنیکے چند نصائح

یعنے

بلیکی صاحب کی نو نصیحتیں

(۱)۔ ہمیں کبھی بھی خیال نہ کرنا چاہیئے کہ ہم اپنی سرنوشت کو بدلنے کا کوئی استحقاق رکھتے ہیں بلکہ صبر و استقلال سے اس بات پر ثابت قدم رہنا چاہیئے کہ برے بھلے جیسے حالات ہوں اُنھیں سے جس طرح ہو سکے فائدہ اٹھا لیا جائے۔

(۲) یقین جانو کہ ہم ایسی دنیا میں رہتے ہیں کہ جہاں آخرکار صداقت کی فتح اور دروغ کی شکست ہے۔ جھوٹ بالضرور۔ آخرکار بہر حال کھُل جاتا ہے پھر ہم کیوں تھوڑے سے فائدہ کیلیئے بزدل ہو کر جھوٹ بولیں اور آخرکار یہ اصلیت کھُل جانے پر ندامت اور ذلت اوٹھائیں۔

(۳) کامیابی کا اصلی اصول انصاف اور چستی ہو۔ بے انصاف اور کاہل کسی کام میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہمارے تمام باپ دادے برابر کام کرتے آتے ہیں اور ہماری اولاد بھی کام ہی کرنے سے منزلِ مقصود کو پہنچ سکیگی۔ ویسا ہی ہم بھی کچھ کرینگے تو ہی کچھ بنینگے۔ نفی کا حاصل نفی ہے۔ جو یہ کہکر سُست بیٹھتا ہے کہ جو قسمت میں ہے مِل ہی رہے گا۔ اُسے یقین رکھنا چاہیے کہ اُسکی قسمت میں ناکامیابی ہی ہے جبھی تو یہ خیال اُسکے دل میں پیدا ہوتا ہے ؎

نہ بردہ رنج گنج میسر نمی شود

(۴) محبت کرنا قانون قدرت کی پیروی کرنا ہے تمام سوشل اور تمدنی مشین اسیکے ذریعہ سے چل رہی ہے لہذا جائز اور باموقع محبت کو کبھی نہ چھوڑنا چاہیے۔ محبت سوسائیٹی کے جسم کی جان ہے

(۵) دنیا کے کارخانے میں ہر مشین کیلیے باقاعدگی لازم ہی جب تمام قومیں اعتدال پر عمل کرینگی تب کام چلیگا۔ غرضیکہ کوئی کام ہو اعتدال سے کرو۔ افراط و تفریط دونوں نقصان دہ اور مضرت رساں ہیں

(۶) ایک وقت میں ایک ہی کام کرو اور اچھی طرح سے کرو۔ جب

مکمل ہو چکا تو پھر کبھی کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ کتنی دیر میں بنا ہر ایک یہی اندازہ کرے گا کہ کیسا بنا اسلیئے جو کام کرو صاف ستھرا اور پختہ ہو اور جب کام کا ارادہ کرو تو فوراً شروع کرو اور جب شروع کر دیا تو ختم ہی کر کے چھوڑو۔ کوئی کام غیر مکمل اور ادھورا مت رکھو۔

(۷) کتابیں [ف] بیشمار ہیں صرف وہی کتابیں مطالعہ میں رکھو جو ضروری اور کار آمد ہوں ایسی کتب کی دیکھنے میں وقت کا خون مت کرو جنکے مضمون کا یاد رکھنا ضروری نہو اور کوئی ایسی چیز مت یاد کرو جو کار آمد نہ ہو۔

(۸) کبھی اپنی اصلیت اور واقفیت سی بڑھکر دعولی اور شیخی مت کرو اپنی قول کا فعل سی ثبوت دو وہ مت کہو جو کر نہیں سکوگے۔ اگر تم میں قابلیت ہی تو تمھارے فعل سی ظاہر ہو جائیگی زبان سی دعوی او فعل میں فرق ہی

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید

(۹) سخن چینی اور غیبت سے بچو اور اپنے عیوب پر نظر رکھکر ہمیشہ

ف اسی طرح اخبارات و رسائل بھی بے شمار ہیں مگر اونھیں اخبار و رسائل کا مطالعہ کرو جو ضروری اور کار آمد ہوں او تمھارے علم و فضل اور دینی و دنیاوی ضروریات معلومات میں معین و مددگار ہوں" (راحت بھیکھ پوری)

اصلاح کی در پے رہو۔ تکبر اور نخوت سے پرہیز رکھو اور ہمیشہ روشن پہلو کو دیکھو اور تاریکیت سے اغماض کرو۔"

سبق (۱۱)

چند سبق

(۱) تمکو ہر کام کیلیئے ایک وقت مقرر کرنا چاہیئے تاکہ ناکامی تمہاری پاس نہ آئے۔

(۲) یہ ضرور نہیں کہ باپ غریب تھا تو بیٹا بھی غریب ہی رہیگا۔

(۳) اپنی اولاد کے لیئے خزانہ چھوڑ جانے سے کہیں بہتر ہے کہ اُن کو ذی ہنر بنا جاؤ۔

(۴) جب تم خود اپنے راز کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتے تو اوروں کو کیوں ملامت کرتے ہو۔

(۵) آئینے میں جبھی صاف معلوم ہوگا کہ جب اُسکی قلعی صاف ہوگی۔

(۶) جس درخت میں پھل آتے ہیں اُسکی شاخیں ہمیشہ نیچے جھک جایا کرتی ہیں۔

(۷) تمھارا ہمدرد وہی شخص ہوسکتا ہے جسکے تم ہمدرد ہو۔

(۸) جو عالم علم پڑھکر اُسپر عمل نہیں کرتا ہی گدھے سے بدتر ہے۔
(۹) کسی نصیحت کو سُنکر ٹال نہ جاؤ بلکہ اُسکی قدر کرو۔
(۱۰) فضول اسراف بھیک منگوا دیتا ہے۔
(۱۱) کیوں ایک جھوٹ بولتے ہو جو اُسکے نباہنے کیلئے اور دس بیس جھوٹ جمع کرنے پڑیں۔
(۱۲) اپنا حساب پاک رکھو اور دوسرے سے حساب لینے میں دریغ نہ کرو
(۱۳) جب تم پیسہ ٹھہرا دیتے ہو تو دمڑی کی ہانڈی کو ٹھوک بجا کر لو
(۱۴) کسی بیوقوف سے باتیں کرتے وقت عقل سے کام لیا کرو۔
(۱۵) قرض لیکر اپنے سر مصیبت نہ لو۔
(۱۶) پھول اور کانٹا ایک ہی شاخ میں نکلتے ہیں۔
(۱۷) سچی تلاش ایک ایسی چیز ہے جو خدا کو بھی ڈھونڈھ لیتی ہے۔
(۱۸) مشکل سے زیادہ مشکل کام کو تمھارا استقلال پورا کریگا۔
(۱۹) نصیحت ہمیشہ تنہائی میں کیا کرتے ہیں۔
(۲۰) تم اپنی عزت کی عمارت آپ تعمیر کر سکتے ہو۔
(۲۱) کسی سے امید رکھنا فی زمانہ صریح غلطی کرنا ہے

(۲۲) اپنی عزت کو بڑھا کر پستی کی جانب رجوع نہ کرو۔

(۲۳) جلد جلد نہ کھانا چاہیئے نقصان پہنچے گا۔

(۲۴) سہولیت جتنی جلد اپنا کام انجام دے لیتی ہے غصہ نہیں دے سکتا۔

زینوفن اپنے استاد حکیم سقراط کی نسبت لکھتا ہے:۔

"جب تک بھوک نہ لگتی تھی وہ دستر خوان پر نہ بیٹھتا تھا۔ بھوک بڑھانے کیلیئے اچار۔ چٹنی کچھ نہ کھاتا تھا۔ جب تک کھانے میں مزہ آتا تھا نوالہ توڑتا تھا۔ مزہ کم ہوتے ہی کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتا تھا۔ جب تک پیاس نہ لگتی کچھ نہیں پیتا تھا۔ کہیں ضیافت میں جاتا تھا تو کیا مجال ہے کہ معمول یا بھوک سے ایک نوالہ زیادہ کھالے۔ یا پیاس سے ایک بوند زیادہ پی جائے۔ اورونکو بھی یہی نصیحت کرتا تھا کہ جس چیز کے بھوک سے زیادہ کھا جانیکو جی چاہے کبھی نہ کھاتا۔ اور جس شئے کے پیاس سے زیادہ پینے کو دل چاہے ہرگز نہ پیتا کیونکہ معدہ بھوک سے زیادہ کھانے اور پیاس سے زیادہ پینے ہی سے بگڑتا ہے۔

عزیز و اقارب اپنے اپنے مخمصوں میں لگے ہوئے ہیں دوسرے
ایسی نفسا نفسی کے زمانہ میں کون کسیکی مدد کرتا ہے۔ لوگوں کے نفس
دن بدن موٹے ہوتے جاتے ہیں اور یکسوں پر رحم کرنیکا مادہ روز بروز
کم ہوتا جاتا ہے اے فطرت انسانی! تو بعض وقت کسقدر ظلم کرتی ہے!
پڑوس میں فاقہ ہو اور ہم پلاؤ زردہ کھا رہے ہیں یتیم بچے پھٹے حال
میں ہوں اور ہم زرق برق پوشاک پہنے پھرتے ہیں۔ یہ جائز ہے؟
آہ آہ۔ دل پتھر ہیں۔

تہذیب کی بہتر ضمانت مکان ہے (بنجمن ڈزرائیلی)
صفائی غربا کی زیبائش ہے (انگریزی محاورہ)
نیکی کبھی نجاست اور غلاظت میں نہیں رہتی (کونٹ رمفورڈ)
انسان کے خدام اسقدر ہیں کہ وہ ان سب کی طرف توجہ نہیں دے سکتا
ہر ایک راستے میں وہ (لوگوں کو) کچلتا ہوا چلتا ہے جو اسوقت اس کے
دوستی پیدا کرتے ہیں جب بیماری اسے زرد اور کمزور بنا دیتی ہے۔
(جارج ہربرٹ)

جس انسان کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو اوسکے ملاپ سے پرہیز کرو
کبھی ممکن نہیں کہ اوس انسان کے کاموں میں برکت ہو جسکا
قول کچھ ہو اور فعل کچھ ہو۔

سبق (۱۲)

یقین کا درجہ
اللہ کی ذات پر بھروسہ

ایک دن محمد صلعم صاحب تن تنہا سبز مخملی گھانس پر ایک درخت
کے نیچے آرام سے سوۓ ہوۓ تھے کہ ایک قریش کا ادھر سے گذر
ہوا وہ آنحضرت صلعم کو اس جگہ اکیلے دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنے دل
میں کہنے لگا کہ بس اب میں ان کی گردن جدا کرتا ہوں مگر پھر اسنے سوچا
کہ سوتے ہوۓ کو مار ڈالنا کچھ جوانمردی نہیں چنانچہ اسنے محمد صلعم
صاحب کو جگادیا جب انکی آنکھ کھلی تو تلوار کھینچکر کہنے لگا۔

"بول اب تیرا بچانے والا کون ہے؟

محمد صاحب نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر انگلی سے اشارہ کر کے کہا۔

وہ ذات پاک

انھوں نے یہ الفاظ ایسے زور اور ایمان (بشواش) کیساتھ کہے کہ ان کو سنکر اُس قریش کا ہاتھ تھر تھرا گیا اور تلوار اوسکے ہاتھ سے گر پڑی محمد صاحب نے جھٹ تلوار اُٹھا کر کہا۔

"کہو اب تمھارا بچانیوالا کون ہے؟

اُسنے کہا۔"کوئی نہیں"! تب محمد صاحب نے کہا "ارے کمبخت کہہ" وہی اللہ اور آخرا اُسکی تلوار اوسکو پھیر دی اور کہا کہ ہمیشہ اُس ذات پاک پر بھروسہ اور یقین رکھو اور بے گناہ بندگان خدا کو مت ستاؤ۔ کہتے ہیں کہ وہ قریش اوسی وقت ایمان لایا اور اسکے بعد نہایت جوش اور سرگرمی سے انکا ساتھ دیتا رہا۔

(ایک ہندو)
منقول از زمانہ کانپور

اخلاقی مضامین کے تین درجے

حضرت علی علیہ السلام کے حکیمانہ اقوال میں سے ہر کہ اخلاقی

تعلیم کے تین درجے ہیں اول اپنا گھر دوم مدرسہ سوم دنیا۔ جو لڑکا پہلی جگہ تعلیم پاتا ہے وہ دوسری جگہ خوب تیز رہتا ہے اور جو دوسری جگہ تیز رہتا ہے وہ تیسری جگہ بھی خوب تیز رہتا ہے افسوس ہے اُسپر جسنے پہلی دو جگہوں میں تو خوب تعلیم نہ پائی اور تیسری جگہ آموجود ہوا۔

اس دنیا میں انسانی زندگی کا اصلی مدعا جو کچھ ہے اسے ہم تین حصوں میں منقسم کرسکتے ہیں اور وہ تین حصے یہ ہیں:۔
اوّل اپنے آپ کو جاننا اور اُن چیزونکی اصلیت کو سمجھنا کہ جنکے ساتھ انسان کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں سابقہ پڑتا ہے۔ دوم اپنے آپ میں خوش رہنا اور موجودہ حالت پر ناخوش نہ ہونا سوم جہانتک ہوسکے اپنی حالت کی اصلاح کرنا اور نیز اُن حالات کی درستی کرنا جنکے درمیان اپنی زندگی بسر کرتا ہو۔ میرا تو یہ آئین ہے کہ تین حصے ہیں کہ جن میں ہم انسانی زندگی کی مشین کو تقسیم کرسکتے ہیں لیکن بجائے ان تین حصص کے ہم اکثر اوقات مفصلہ ذیل تین حصے سمجھ لیتے ہیں:۔ اوّل آپ سے بالکل از خود رفتہ ہو جانا نیز اپنے

اردگرد کے حالات سے بے خبر رہنا۔ دوم اپنے تئیں مصیبت زدہ
تصور کرنا اور تمام موجودہ حالات کو مصائب کا گھر سمجھنا۔ سوم اپنے
اور اپنے ملک پر نقص حالات پر تحقیق کی نظر نہ ڈالنا اور اُنکی اصلاح
کیلئے اپنے آپ کو ناقابل نہ سمجھنا اور میرا خیال ہے کہ وہ وجوہ کہ جنسے
ہم اس گمراہی کے اُلجھن میں پھنس جاتے ہیں یہ ہیں۔ اول ہم ناموافق
امور سے خوف کھاتے ہیں اور صاف روشنی سے جان بوجھکر پرہیز
کرتے ہیں جس سے ہم اپنا امتحان آپ کرنیسے رُک جاتے ہیں اور ہم
اسی وجہ سے صداقت سے فطرتاً زیادہ خوف معلوم ہونا شروع
ہوجاتا ہے اور ہر قسم کے پیکنے چپڑے پوشیدہ باتوں اور کمینہ حرکات
سے رغبت ہوجاتی ہے۔ دوم ہماری طبیعت کا کچھ ایسا خاصہ ہوگیا
ہی کہ ہم ماضی یا مستقبل دور دراز کے یا غیر ممالک کے حالات کا مطالعہ
کرلنے میں خاص دلچسپی ظاہر کرنیکے لئے فوراً تیار ہوجاتے ہیں لیکن
موجودہ زمانہ کے حالات۔ اور اردگرد کی اور اپنے پاس کی چیزونکی
اصلاح کے وقت ہم پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ اپنی خوشی خیالات کے گھوڑے دوڑانے میں سمجھ لیتے ہیں۔

اور ہم اپنی تسلی اُن چیزوں پر مبنی سمجھتے ہیں جو موجود نہیں ہوتیں قوت
اور اک بالضرور ایک ایسی نعمت ہی کہ جسکی بدولت انسان کو اشرف المخلوقات
کہتے ہیں اور جب اسکا جائز استعمال کیا جائے تو اُس سے کیٔ برکات
حاصل ہو سکتے ہیں لیکن بغیر ضروری جلا دینے کے اگر ہم اپنے خیال کی
مادے پر نازاں ہو جایں تو ہماری جان وبال ہو جاتی ہی اور ہم غیر قانع
ہو کر شیخ چلی ہو جاتے ہیں۔

سبق (۱۳)

جاپانی دولہن کو بارہ نصیحتیں

یقین ہے کہ یہ کتاب عورتوں میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیگی
اور وہ اسکے مطالعہ سے فائدہ اوٹھائیگی اسلیۓ ذیل کی نصیحتیں
خاصکر اُنکے ملاحظہ کیلیۓ لکھتا ہوں امید ہی کہ غور سے پڑھینگی۔
جب کسی جاپانی خاتون کا بیاہ ہوتا ہی تو اوسکی والدہ ذیل کی بارہ
نصیحتیں اوسکو کرتی ہے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں:۔

(۱) تم اپنی بیاہ کی گھڑی سے میری لڑکی نہیں ہیں اسلیئے تمھیں اپنی سسرال والونکی احکام کی اسیطرح تعمیل کرنی چاہیئے جیسا کہ والدین کی کرتی تھیں۔

(۲) بیاہے جانے پر تمھارا خاوند تمھارا آقا ہوگا ہمیشہ ادب و اخلاق سے رہو اپنے خاوند کی اطاعت عورت کیلیئے اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔

(۳) اپنی ساس کو ہمیشہ خوش رکھو۔

(۴) حسد مت کرو کیونکہ اس سے تمھارے خاوند کی محبت منقطع ہو جائیگی۔

(۵) اگر تمھارا خاوند غلطی پر ہو تب بھی برا نہ مانو اور جب وہ سکوت میں ہو اسوقت نہایت نرمی سے سمجھاؤ۔

(۶) بہت نہ بولو کسیکی بدگوئی مت کرو۔ جھوٹ سے پرہیز کرو سسرال کی کسی قسم کی شکایت کسی سے مت کرو۔

(۷) سویرے اوٹھو اور دیر سے بستر پر جاؤ۔

(۸) گھر کا انتظام نہایت خوبی اور کفایت شعاری سے کرو۔

(۹) کسی نجومی سے مشورہ مت کرو۔

(۱۰) اگر تم جوان بیاہی جاتی ہو لیکن چھوٹی عمر کی سوسائیٹی میں بہت

میل جول نہ رکھو۔ متانت اور سنجیدگی اختیار کرو۔

(۱۱) صاف اور حیادار لباس پہنو۔

(۱۲) اپنے باپ کی دولت یا مرتبہ پر غرور نہ کرو اگر وہ دولتمند بھی ہو تو اپنے خاوند کے اقربا سے اسکا ذکر مت کرو۔

جواہرات نادرہ

موتی خاک میں پڑا ہو تو بھی موتی ہے اور خاک اگر اڑ کر آسمان تک پہونچے تو بھی خاک ہی ہے اسیطرح اگر شریف نادار ہو جائے تو اوسکی شرافت میں فرق نہیں آئے گا اور رذیل اگر دولت بھی پا جائے گا تو وہ شریف نہیں بنجائے گا۔

طاقت بشاشت اور زندہ دلی کی ہمدم ہے امید ہم میں زندگی کی روح پھونک دیتی ہے۔ یاس و ناامیدی ایک خیال باطل ہی اور کام کرنے والی چست طاقتوں کو ڈھیلا و لیے سُرا بنا دیتی ہی۔ (امرسن)

کسی ایسے خطرے کا جس سے رہائی ناممکن ہے خندہ پیشانی سے مقابلہ کرنا بے شک جوانمردی کا کام ہے مگر سچی شہرت اس بات کی مقتضی نہیں کہ ہم لاعلاج و ناممکن کا لفظ سُنکر ہاتھ پر ہاتھ رکھ لیں پوری پوری آزادی ہونے پر ذرا بھی راہ سے نہ ڈگمگانا اور فرض کی اعلیٰ رستے سے منسلک رہنا اور خطرات کے لیئے سینہ سپر رکھنا یہ بیشک اعلیٰ درجہ کی بہادری ہے۔ (امرسن)

سچا دوست عیوب نقائص خوبی وصفات کو آزادی سے بیان کرتا ہے نیک صلاح دیتا ہے مدد کیواسطے فوراً تیار ہوجاتا ہے۔ ضرورت کے وقت جان جوکھوں میں ڈالتا ہے صبر کیساتھ سب کچھ سُن لیتا ہے بے باکانہ حفاظت کرسکتا ہے اور آخری دم تک دوست کا ساتھ دیتا ہے (ولیم پن)

وہ شخص جو عورتوں کو گھر پر رکھنے کا ذریعہ نکالے اور ساتھ ہی کوئی مزدوری انکو گھر بیٹھے پہنچادے وہ بنی نوع انسان کا بہترین محسن ہے۔

(گلیڈسٹون)

سبق (۱۴)

تحریر اور تقریر

ایسے لوگ بہت کم ہیں جنکی تحریر و تقریر میں قدرت نے یکساں ملکہ اور زور رکھا ہو۔ بہت سے انشا پرداز ایسے ہیں جو اپنے قلم سے جولانی کا دریا بہا سکتے ہیں مگر زبانی تقریر سے عاجز ہیں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو زبانی تقریر سے دلوں کو ہلا سکتے ہیں مگر انشا پردازی میں قاصر ہیں۔ دونوں باتیں مشاقی سے تعلق رکھتی ہیں فرصت میں کوئی مضمون لکھنا اور سوچ سمجھکر اور رنگین زوردار فقرات ڈھالنا بہت آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ موقع و وقت پر کھڑے ہوکر اسپیچ دینا۔ جو لوگ زبانی لکچر دیتے ہیں تجربہ کیا گیا ہے کہ وہ پہلے ہی سے کچھ فقرات سوچ لیتے ہیں یا اپنا ماحصل نوٹ کر لیتے ہیں علی الخصوص جبکہ نوٹس دیجاتی ہے کہ آج فلاں شخص فلاں سبجکٹ پر لکچر دینگے یہ بھی آسان ہے۔ البتہ یہ مشکل ہے کہ کسی لکچرر کو کسی سوسائیٹی میں

ایک موقع پر کہا جائے کہ آپ ہی تقریر کریں جسکے لیئے وہ پہلے سے تیار ہو کر نہ آیا تھا۔

زبانی تقریر کیا شئے ہے۔ مختلف خیالات کو ایک جا جمع کرنا جسطرح کوئی گلدستہ سرخ و سبز و زرد و سفید وغیرہ پھولوں سے آراستہ کیا جاتا ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لکچر سوچکر کچھ آتا ہے اور اُسکے مُنھ سے کچھ اور ادا ہوتا ہے۔ طبیعت کی روانی اُسکو کہیں سے کہیں لیجاتی ہے یہی کیفیت انشاء پردازی کی بھی ہے۔ جب انشاپرداز کوئی عنوان لکھکر مضمون لکھنا شروع کرتا ہے تو اوسکو مطلق نہیں معلوم ہوتا کہ میں کیا لکھونگا گویا ما حصل اوسکے ذہن میں ہوتا ہے۔ لیکن یہ شرط ہے کہ انشاپرداز یا مقرر کی جولانیاں کہیں سے کہیں پہونچ جائیں مگر اصلی عنوان سے باہر نہ ہوں جسطرح کسی کرہ کی تمام حرکتیں ایک مرکز کی جانب رجوع ہوتی ہیں بہت انشاپرداز ایسے ہیں کہ عنوان سے بالکل علیحدہ ہو جاتے ہیں بہت حشو اور زوائد سے کام لیتے ہیں مقرر اور انشاپرداز کی کمال کی خوبی یہ ہے کہ جسقدر لکھتا یا تقریر کرتا اوسپر زور پر زور دیتا چلا جائے جسطرح ریل والا آہستہ چلتی ہے

اور پھر بڑھتی چلی جاتی ہے۔ گھر میں انسان جو چاہے لکھکر رکھلے مگر
مجمع عام میں تقریر کرنا کوئی تجویز پبلک کے سامنے (مثلاً بذریعہ اخبارات)
پیش کرنا بڑا نازک اور اہم کام ہے۔ تحریر و تقریر کیلئے بہت بڑی
جامعیت درکار ہے جو لوگ تحریر و تقریر میں یکساں ملکہ رکھتے ہیں وہ
بہت مغتنمات سے ہیں کیونکہ تحریر اسلیئے ہے کہ تقریر کو ادا کرے جو
شخص کوئی مضمون یا کتاب لکھکر شایع کرتا ہے ظاہر ہے کہ وہ اُسکے
ذریعہ سے لوگوں کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے اور سب کو اپنی جانب توجہ
دلاتا ہے پھر اگر تحریر و تقریر یکساں نہ ہوگی تو ثابت ہوگا کہ وکیل
اپنے موکل کے خلاف کارروائی کر رہا ہے یا مترجم الفاظ کے برعکس
ترجمہ سنا رہا ہے۔ خوش آوازاور خوش بیانی اور عمدگی طرز تقریر بھی
لکچرار کی ایک صفت ہے جو سامعین پر اثر پیدا کرتی ہے کیسے ہی
جواہرات میں تلے الفاظ ہوں لیکن اگر طرز تقریر عمدہ نہیں تو سب کے
سب رائگاں جاتے ہیں۔ لکچررونکا یہ قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی بات پر
زور دیتے ہیں تو آواز کو بڑھاتے ہیں گویا ایسا اشارہ کرتے ہیں
جس سے سامعین پر ثابت ہو جائے کہ اسپیکر سب کو اپنی جانب

متوجہ کرنا چاہتا ہے اسپیکر کا دِل بڑھانیکے واسطے بھی مہذب ممالک
میں اشارات مقرر کیئے گئے ہیں۔ ہندوستان میں بھی جب کوئی واعظ
وعظ کہتا ہے اور عمدہ تقریر کرتا ہے تو لوگوں میں شور و غوغا
مچ جاتا ہے اور مشاعرونیں تو تعریفونکی چھینٹیں چھٹ جاتی ہیں
اور اگر زیادہ جوش ہوا تو واہ واہ سبحان اللہ۔ کیا کہنا صلِّ علیٰ
حبذا۔ آپ ہی کا حصّہ ہے۔ قلم توڑ دیئے۔ خاتمہ کر دیا وغیرہ وغیرہ
(یہ مضمون رسالہ ہیزان لکھنؤ و دہلی گزٹ میں شایع ہو چکا ہے)

(راحت بھیکم پوری)

سبق (۱۵)

مشاہیر کے مختلف خیالات

ہز آنر سر جان ہیوٹ سابق لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ آگرہ
و اودھ (ہندوستان) نے ایک موقع پر اپنی تقریر میں فرمایا تھا

"میں نے اپنے ملک کی جو کانسٹی ٹیوشنل تاریخ پڑھی ہی اُسنے مجھے یہ سبق دیا ہے کہ اگر تم تیزی کے ساتھ آگے قدم بڑھاوٗ گے تو تم کو بسا اوقات پیر پیچھے ہٹانا پڑیگا اور اصلی ترقی کو اس قسم کی سدّ راہونکے حائل ہونیسے بمقابلہ تاخیر کے زیادہ نقصان پہونچتا ہی جو قبل آگے قدم بڑھانیکے خوب جانچ پڑتال کرنے میں ہوا کرتی ہے"

ایک بزرگ کا قول ہی کہ "کیا میں تمھیں وہ چیز بتادوں جو انسان کیلیے باعث فخر اور موجب عزت ہو۔ کیا تم زندگی کا مقصد اعلیٰ دریافت کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم وہ گوہر نایاب حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنے چال چلن کو درست کرو۔ آراستہ کرو اور تکمیل تک پہنچاوٗ" چال چلن کے معنے وسعت میں وادی طور سے بھی بڑھکر ہیں اور اگر واقعی غور سے دیکھا جاوے تو دنیا کے وسیع تھیٹر گاہ میں جیف ایکٹر کا کام ہی چال چلن سر انجام دیتا ہے۔

اہل امریکہ کے یہاں یہ بات ضرب المثل ہے کہ "کامیابی سے بڑھ کر کسی چیز پر مدح سرائی نہیں ہوتی"

خاموشی ایک اچھا وصف ہے۔ ایک انگریزی ضرب المثل ہے "تقریر چاندی ہے اور خاموشی سونا" اور اُسکی مترادف عربی مثل ہے النطق فضة والسکوت ذهب۔

زمانۂ حال کا ایک مورّخ لکھتا ہے کہ "دنیا کے بڑے بڑے کام اکثر ہنگامہ خیز اور نہایت گرما گرمی کے وقت یکایک شروع کیے جاتے ہیں کچھ لوگ ایسے کاموں کو گو مگو خیالات اور امید و بیم کے ساتھ دیکھتے ہیں اور کچھ لوگ نہایت حوصلہ مند خیالات کیساتھ ایسے کاموں میں رات دن لگے رہتے ہیں اور اپنی دھن اور لپیٹ زور شور سے اُن پست خیال ہمدردوں کو حیرت میں محو نصیحت سبق آموز بنا دیتے ہیں۔ کام کرنیوالے لوگ گرا اور گمر پر دھیان نہیں کرتے۔ وہ دنیا کے شور و غل سے وہ حرکت کے لگاتار ہنگاموں اور مختلف جوش و خروش کی تحریک علمی اور عملی میں

ایک بار اللہ کا نام لیکر کو دپڑتے ہیں اور اپنی خیالات کی اعلان سے متزلزل اور مضطرب لوگوں کو اپنی جانب مائل کر لیتے ہیں۔ دنیا میں مقتدی اور ساتھ ساتھ جانیوالے جان نثار بہت اور بیشمار ہوتے ہیں لیکن وہ ہمیشہ اسکے منتظر رہتے ہیں کہ کوئی پیشوا یا قافلہ سالار ہو جسکی پیروی کریں ہاں محرک کی دیر ہوتی ہے پیرو یہ تو خود بخود پیدا ہوتے ہیں۔

---

۱ ماہ مبارک رمضان ۱۳۲۶ ہجری میں جناب نجم العلما مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد مدظلہ مدرس اول مدرسہ مشارع الشرایع جناب ناظم صاحب مرحوم لکھنؤ نے ایک مرتبہ طلبا علوم عربیہ کو خطاب کر کے اثنا موعظہ میں فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ مثل پہلے زمانہ کے اب عربی طلبا ویسے لائق اور فاضل ہو کر نہیں نکلتے اسکے بعد مدارس لکھنؤ ناظمیہ و سلطان المدارس حسین آباد مبارک و مدرسہ عالیہ کے چند کامیاب طلبا کا نام لیا اور فرمایا کہ اب زمانہ ایسے قابل اور ہونہار علما آخر کیوں نہیں پیدا کرتا؟ اسکی وجہ سوائے اسکے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ مثل پہلے زمانہ کے نیت صحیح و درست نہیں ہے آج کل کے طلبا اب

صرف تحصیل دنیا کیلیے پڑھتے ہیں نہ کہ دین کے خاطر! آپنے فرمایا کہ
کل کام نیت پر ہوا کرتے ہیں اگر کوئی طالب علم پہلی ابتدائی کتاب انگریزی
یا کوئی دوسری زبان اس نیت سے شروع کرے کہ بعد تحصیل و تکمیل
غیر ممالک میں جا کر اپنے مذہب کی تلقین و اشاعت کرینگے اس نیت
وسکو ثواب بھی ہوگا اور کامیابی بھی ہوگی بر خلاف اگر پہلی کتاب عربی کی
اس غرض سے شروع کی کہ کھائینگے اور کمائینگے اور بس تو اس میں
برکت نہ ہوگی اور ہمکو آج یہی رونا ہے۔

تھوڑے ہی دنونکا ذکر ہے کہ ایک نامور پنڈت نے ہمارے ہند
بھائیونکو مخاطب کرکے اخبار میں چند مفید نصیحتیں لکھی تھیں کل قومونکو
اس سے سبق لینا چاہیے وہ نصیحیں یہ ہیں۔
"یہ برہمن کی بد نصیبی ہے کہ اسکے پاس دولت کے ڈھیر ہوں
یہ ہماری بد نصیبی ہے کہ ہم دولت و جاہ کی تمنا کریں ہمیشہ دولت آدمی
میں نخوت پیدا کرتی ہے جس سے اکثر ننگ گردانی ہیں ظلم آتا ہے۔
راستی نفس کشی، تواضع فیاضی علم سے ہیں ہمیشہ اپنے

نرالصّٰی کا خیال ہے صفات انسان کو کامل بناتی ہیں نہ ذات۔"

"برہمن کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ حب جاہ سے ایسا بچتا رہے جیسا کہ زہر سے اور جو حقیقت سے آگاہ ہیں وہ اپنی شان میں اوروں کی بے ادبی کو امرت (آب حیات) جانتے ہیں جب کوئی اِن کی بے ادبی کرتا ہے تو بھی وہ رات کو میٹھی نیند سوتے ہیں مگر بے ادب غارت ہو جاتے ہیں دانا آدمی کو چاہیئے کہ وہ نادان کی حقارت نہ کرے نہ انکو گالی دے۔ نہ اوروںکو آسمان پر چڑھاوے۔ یہ احمقونکا کام ہے کہ وہ عاقلوں کو برا کہتے ہیں۔"

"جو سچا دانا ہے وہ پنڈت (مولوی) عالی نسب گائے۔ ہاتھی کتے ذات یا ہر آدمی کو ایک نظر سے دیکھتا ہے اسلیئے کہ وہ ساری مخلوق میں خواہ جاندار ہو یا بے جان اپنے خالق کا جلوہ دیکھتا ہے۔"

جاہل کی صحبت سے بچو جسکی نسبت شیخ سعدی زہریلا سانپ کہہ چکے ہیں ؎

ترا اژدہا گر بود یار غار | ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار

مشہور کتاب "انگلینڈ اینڈ انڈیا" کا بیان ہے کہ:-

"لیکی صاحب (LECKEY) انگلستان کے ایک بڑے تاریخ داں کا قول ہے کہ "کسی قوم کی کامیابی یا ناکامیابی اس بات پر منحصر ہے کہ اُسکے گھروں کی حالت پاک ہو تجارت میں پوری ایمانداری ہو۔ معاملات ملکی میں دیانتداری پائی جاتی ہو مزاج سادہ ہو۔ جوانمردی ورائے صائب ایسی ہو کہ جو نہ صرف لیاقت ہی پر منحصر ہو بلکہ نیک نیتی پر۔ اگر تم یہ جاننا چاہو کہ آیا کوئی قوم ترقی کریگی یا تنزل تو یہ دیکھو کہ معاملات ملکی میں وہاں پر کن کن اوصاف کی قدر ہے۔ اگر ایمانداری کی بڑی قدر ہے اور وہ لوگ جو اعلیٰ عہدوں پر ہوں بلا لحاظ اپنی پارٹی کے نفع و نقصان کے اسطرح کام کریں کہ جنکا لوگ واقعی ادب کریں اور اُنکے عقائد درست ہوں اور اُنکی ایمانداری بے شک و شبہ ہو تو جان لو کہ وہی قوم ترقی کریگی۔ یہی طریقہ اُس قوم کے زائچہ دیکھنے کا ہے" انگلستان کے لوگوں میں عموماً یہ خاصیتیں موجود ہیں ہمارے ہم وطنوں کو بھی چاہیئے کہ اگر وہ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ایسے اوصاف اپنے آپ میں پیدا کریں"۔

اوسی کتاب "انگلینڈ اینڈ انڈیا" کا بیان ہے کہ:-

بیاس جی مہاراج کہتے ہیں کہ انسان اپنے دل کو صاف کرکے اور اپنی
اصلی حالت پر قایم رکھکر ہی سچی خوشی حاصل کر سکتا ہی صفائی دل
کا یہ نشان ہی کہ آدمی اپنے آتما میں ایسا محو ہو جا کہ جیسے گہری نیند میں
غافل ہو جاتا ہے۔ وہ حالت مثل اُس چراغ کے ہوتی ہے کہ جسکو ہوا
نہ لگے۔ تمام شاستر ونکو متھ کر یہی نکالا ہے کہ تھوڑا کھانا دل کو صاف
رکھنا آتما کیطرف اپنی لَو لگانا ہی آتما تک پہونچا دیگا یہی راستہ عاقلونکا ہی"
کتاب مذکور ناقل ہی کہ باگ ولک رشی راجہ جنک سے فرماتے ہیں
کہ "جسوقت تمام خواہشیں جو اسکے دل میں ہوں چھوٹ جاویں
تب ہی فانی باقی ہوتا ہے اور تب ہی وہ برہم کیساتھ مل جاتا ہے،
جیسے کہ سانپ اپنی کینچلی کو چھوڑکر الگ ہو جاتا ہے ویسے ہی انسان
اس جسم سے علٰحدہ ہو جاتا ہے اور برہم کہ جو امرت اور جیوتی سروپ ہے
ہو جاتا ہے (برہدارنیک اوپ نشد ادھیاے ۴ برہمن منتر ۷)"
اوسی کتاب سے اقتباس ہی کہ پلیٹو یعنی افلاطون کا قول ہی کہ
یہ دنیا مثل ایک قید خانہ کی ہی کہ جسمیں انسان ایسا قید ہی کہ نہ وہ آگے
دیکھ سکتا ہی نہ پیچھے صرف جو چیز کہ سامنے ہے اُسکو دیکھتا ہی"

اور اوسی کو سچا سمجھتا ہے۔"

وہی کتاب راوی ہے کہ "خدا تمھارے پاس ہی، تمھارے ساتھ ہی تمھارے اندر ہی۔ ایک پاک روح ہمارے اندر موجود ہے وہ ہمارے نیک و بد کو دیکھتی ہے اور وہ ہی ہماری محافظ ہے۔"

اوسی کتاب نے سچ کہا ہی کہ آپ ٹیٹس کہتا ہے کہ "دنیا میں کوئی چیز از خود تکلیف یا آرام دہ نہیں ہے بلکہ ہمارا خیال جو اُسکی نسبت ہے وہی تکلیف یا آرام دیتا ہے۔"

شمس العلما علاّمہ شبلی نعمانی سے ایک مرتبہ میں نے دریافت کیا کہ عربی داں طلبہ کو انگریزی پڑھنے کی ضرورت ہی یا نہیں؟ اسپر آپنے فرمایا کہ رفتار زمانہ کے موافق تحصیل و تکمیل اور تمام اوسکے لوازمات ضروری ہیں دنیا کو ایک جنگل سمجھو جسمیں مختلف جانور۔ درندے شیر وغیرہ رہتے ہیں پس ضرور ہی کہ ہتھیار وںسے مسلح ہوکر باہر قدم نکالیں ورنہ جانور ہلاک کر دینگے، پھاڑ ڈالینگے، اوسیطرح جبتک اس زمانہ کی رنگ کے موافق تعلیم و تربیت نہ ہو زمانہ ہمکو پیس ڈالیگا اور نیست و نابود کر دیگا۔"

اسی طرح ایک دفعہ آپ نے بمبئی یا شملہ کی ایک تقریر میں فرمایا کہ
"علوم جدیدہ اور انگریزی زبان کے حصول پر کمربستہ ہو جانا چاہیے ان سے
اجتناب نامردی اور جہالت ہے حضرت علی کا قول ہے کہ لا تنظر الی
من قال وانظر الی ما قال یہ مت دیکھو کہ کس نے کہا ہے بلکہ یہ دیکھو
کہ کیا کہا ہے" کہنے والا گو لاکھ برا ہی سہی اگر اسکا کہنا اچھا ہے تو اوسے
قبول کرنے میں تامل نکرنا چاہیے جو شخص تم کو ان علوم کے حاصل کرنے سے
منع کرتا ہے وہ دراصل تمہارا دشمن اور بدخواہ ہے ذرا اس بات پر غور کرو
کہ ہمارے بزرگوں نے اپنے زمانہ کے علوم کو کس غرض سے حاصل کیا
تھا۔ کیا نوکری کی خاطر یا مال و دولت جمع کرنے کی غرض سے نہیں۔ بلکہ
اسلام کے پیدا کیے ہوئے شوق نے انکو مجبور کیا اور اونہوں نے فیاضی
و فراخ دلی سے اپنی پیاس بجھانے کو سب کچھ حاصل کیا لیکن اب جبکہ
ہماری تمام ضروریات زندگی تمام کاروبار۔ تجارت۔ صنعت و حرفت
وغیرہ علوم جدیدہ اور زبان انگریزی پر منحصر ہیں تو کیا ہمارے لیے ان کا
اکتساب لازمی نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ ہم محض خواب دیکھ رہے ہیں
اور سمجھ رہے ہیں کہ کام کر رہے ہیں ہمارے کالجوں کے سالانہ نتائج امتحانات

اس بات کی شہادت پیش کر رہے ہیں کہ ابھی ہمیں حقیقی ترقی حاصل کرنیکے لیئے بہت کچھ کرنا ہی۔ پھر فرماتے ہیں کہ "ہمارا مقابلہ ایک ایسی قوم کے ساتھ آن پڑا ہی جو علم میں ہنر میں پالیٹکس میں ہم سے ہزار درجہ آگے بڑھ گئی ہے۔ علم دین کا حال تو ظاہر ہے۔ پالیٹکس میں بھی مسلمانوں کا ہنوز روز اوّل ہے۔ پالیٹکس کا سمجھنا اسکی تہ کو پہونچنا اور پھر اُس سے فائدہ اٹھانا نہایت دشوار کام ہی۔ کوئی کھیل نہیں"

اسی طرح ایک مرتبہ جناب ڈاکٹر حکیم مولوی سید محمد جواد صاحب قبلہ (اعلی اللہ مقامہ) علی نگری بھیکم پوری (جو پٹنہ محلہ حاجی گنج میں مطب کرتے تھے اور نہایت ہی عاقل مدبر اور فلاسفر تھے) نے مجھ سے فرمایا کہ مدارس اسکول و کالج۔ یونیورسیٹیاں وغیرہ اسلیئے قائم کی گئی ہیں کہ بغیر اسکے دنیا کے کاروبار معطل و بیکار ہیں مثلاً دنیا ایک ایسا دنگل ہی جسمیں بڑے بڑے نامی پہلوان رہتے اور صدہا ترکیب سے کشتیاں لڑتی جاتی ہیں پس اگر کوئی ایسا شخص جو کشتی لڑنا نہیں جانتا ہو دنگل میں جائیگا تو پہلوان اوسے زیر کر دینگے ہاں کشتی لڑنیوالا بے تکلف اوس دنگل میں جا سکتا ہی اسیطرح دنیا میں بغیر علم و عقل جہالت باعث ہلاکت ہی"

"الناس باللباس" مثل مشہور ہے کیونکہ لباس ہی سے انسان
پہچانا جاتا ہے۔ ہر ملک رقوم و مذہب کا لباس جداگانہ ہی اخبار لنڈن ٹائمز
(جو یورپ کی آواز کہا جاتا ہی) نے عرصہ ہوا ایک پر زور مضمون میں
ہندوستانیوں کی نصیحت کی تھی کہ وہ اپنی ڈھیلی ڈھالی نہایت خوبصورت
حسب حال ہندوستان کی آب ہوا کے موافق جوانکا لباس ہی اوسی
چھوڑ کر ہم مغربی والوں کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟ ہمارا لباس تو ہمارے سرد
ملک کی مناسبت سے ہے؟؟ پس کسقدر افسوس کی بات ہی کہ ہم جنکی
تقلید کریں وہی ہمیں برا کہیں اور نصیحت کریں کیا اب بھی تم اپنی ملکی۔ مذہبی
قومی لباس کو چھوڑ کر اندھی تقلید کرو گے؟ آنریبل صاحبزادہ بابو
آفتاب احمد خانصاحب بی اے کنٹب، بیرسٹر ایٹ لا۔ آنریری سکرٹری
محمڈن کانفرنس علیگڈھ نے انجمن حمایت اسلام لاہور ۱۲ ء کی سالانہ
جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا" ہم انگریزونکے پھول پتی اور باغ و
بہاری پر نظر رکھتے ہیں مگر جڑ کو نہیں دیکھتے خوشحال انگریزی پھول پودونکی
جڑ میں وہاں ہیں جہاں نلسن کی ہڈیاں پڑی ہیں۔ جاپانیوں نے پورٹ آرتھر
کو کیونکر فتح کیا۔ اسکی خندق کو خود کو دکر پاٹنا شروع کیا اور جب وہ

بھر گئی تو اسپر سے فوج نے عبور کر کے پورٹ آرتھر کو فتح کیا تمھارے پاس چودہ برس کی پرانی شراب موجود ہے اسکو پیو حقیقی شراب یہی ہے نئی شراب نہایت خطرناک ہے اسکو چھوڑ و تمھیں خودداری سے کام رکھنا چاہیئے لیکن یہ خودداری کیونکر قائم رہ سکتی ہے اسلیئے کہ اعتبار اور خندق میں اور خندق میں گرنیکی ضرورت ہے میں بھائی میں گرنا ہی سکو کھلے کی دھوتی اور پگڑی میں جو بات ہے وہ کوٹ پتلون میں ہرگز نہیں مسٹر گوکھلے حضور وائسرائے کی کونسل کی زینت ہے وہ ظاہری نمود و نمائش کی مطلق پرواہ نہیں کرتا کونسل میں جو معاملہ پیش ہوتا ہے اسکی نسبت شمار و اعداد بہم پہونچانے میں مصروف رہتا ہے۔ گورنر سے لیکر بادشاہ تک اسکی عزت کرتے ہیں اسنے ۲۰ برس تک صرف ستر روپیہ ماہوار پر فرگسن کالج کی خدمت کی ہے اسپر تعلیم ہنود کو فخر ہے نہ صرف ہنود بلکہ مسلمانوں کو بھی۔ آپ کوٹ پتلون پہنیں۔ نکٹائی لگائیں لیکن ایک گورا جسکے سر پر پھٹی ہوئی ٹوپی اور پاؤں میں ٹوٹا ہوا بوٹ ہے انگریز و نمین جو عزت و شرافت وہ حاصل کر سکتا ہے وہ آپکو ہرگز ہرگز نہیں مل سکتی سلہ

سلہ مسٹر گاندھی کی سادی زندگی اس زمانہ میں اور بھی سبق آموز ہے۔ ۱۲ اسرار احمد

شمس العلماء حضرت ناصر الملۃ والدین صدر المحققین مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ مجتہد لکھنؤ مدظلہ نے ایک دفعہ ہم لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "اگر طالبِ علم تمامی عمر پڑھتا رہے اور شب و روز کتب بینی میں مستغرق رہے تو اس سے کچھ نہیں ہو سکتا جب تک کہ ساتھ ساتھ لکھنے کی بھی مشق نہ کرے"

اسیطرح اردو علم ادب کے مشہور رسالہ زمانہ کانپور میں ایک زبردست ہندو لیڈر نے ایک علمی مضمون کے ضمن میں لکھا تھا کہ ایم اے پاس کر کے کالج میں پروفیسر بنجانا آسان ہے مگر ایک معمولی اخبار کا بھی اچھا مضمون نگار ہونا کہیں زیادہ مشکل ہے"

سبق (۱۶)

مفید عام نصیحتیں

مدینۂ منورہ میں ایک طبیب نے جناب رسالتمآب صلعم سے شکایت کی لہجہ میں کہا کہ میں اتنے دنوں سے آپ کے شہر میں مطب کر رہا ہوں مگر

کوئی بھی مریض میرے پاس نہ آیا خرچ سے عاجز آ نکر گھر کو واپس جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے جو دو نصیحتیں ان لوگوں کو کی تھیں اسپر انکا عمل ہے (۱) جب تک بھی بھوک نہ ہو کھانا نہ کھاؤ (۲) سیر ہونے سے پہلے دو لقمہ قبل کھانے سے ہاتھ اٹھالو۔ ظاہر ہے کہ اس پابندی سے کسی قسم کی بیماری نہ ہوگی تو پھر طبیب کی کیا حاجت ہے۔

اخبار شانتی پرکاش نے طالب علموں وغیرہ کیلئے مندرجۂ ذیل چند نصائح شائع کی ہیں جو نہایت مفید ثابت ہونگی۔

(۱) صبح صادق کے وقت اٹھو سردیوں میں ۵ بجے اور گرمیوں میں ۴ بجے یہ انکے واسطے ہے جو پہلے وقت پڑھتے ہیں بعض طالب علم جو پچھلے وقت پڑھتے ہیں یہ بہت بہتر ہے۔ اس صورت میں جس وقت تم سوؤ اس سے ۶ گھنٹہ بعد اٹھو۔ ۶ گھنٹہ کی نیند طالب علم کو کافی ہے۔ اگر تم ہمیشہ کیواسطے ایک عادت بناؤ تو کبھی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ کبھی ۹ گھنٹے اور سنیچر وار کی رات ۱۰ بجے صبح تک سوئے رہنا اور کبھی ۳ گھنٹہ سونا یہ عادت نقصان دہ ہے ایک عادت ہمیشہ کر لیجیے

ہیشہ اسی وقت کے بعد اُٹھ بیٹھو گے۔ پیٹ کے بل مت سوؤ
ایک کروٹ سوؤ۔

(۲) صبح سورج نکلنے سے پہلے باہر سیر کو چلے جاؤ یہ مت خیال کرو کہ
سیر کا وقت ضایع ہوتا ہے جو بڑے ہشیار تیز کرنے میں ایک گھنٹہ
خرچ کر دیتے ہیں وہ اُس سے زیادہ لکڑی کاٹ لیتے ہیں۔
صبح کی کھلی ہوا رنگ روغن نکھارتی ہے چہرہ پر سرخی آتی ہے بدن
تندرستی بڑھتی ہے اگر کسی وجہ سے صبح موقع نہیں ملتا تو شام کا
وقت مقرر کرو مگر صبح صبح ہی ہے

(۳) اُٹھنے کے بعد ہاتھ منہ دھونا چاہیے فوراً جانے سے
فضلہ پورے طور پر خارج نہیں ہوتا۔

(۴) ورزش صحت کی ایسی ہی ضروری ہے جیسے زندگی کے واسطے
ہوا پانی اور غذا۔ دنیا میں کوئی شخص تندرست نہیں ہے اگر وہ ورزش
نہیں کرتا ورزش سے جی مت چراؤ ورزش سب باتوں سے مقدم سمجھو۔

لہ لارڈ ڈربی کا قول ہے کہ جو طلبہ خیال کرتے ہیں کہ ہمیں ورزش جسمانی کیلئے وقت
نہیں ملتا انھیں بہت جلد بیماری کیلئے وقت نکالنا پڑیگا۔ (ریوت)

ورزش کرنے سے کل اعضا مضبوط رہتے ہیں جسم سڈول ہوتا ہے اور کوئی بیماری نہیں ستاتی صبح کا وقت ورزش کے واسطے بہترین ہے جنکو دائمی قبض ہے وہ پاخانہ سے پہلے ورنہ پاخانہ کے بعد ہاتھ منھ دھوکر اور مسواک کر کے ورزش کریں۔ ورزش یہانتک کرنا چاہیے کہ پسینہ چھاتی پر آجائے۔ یا سانس منھ سے لینے پر مجبور ہونا پڑے ہمیشہ منہ بند کر کے ناک کے رستہ سانس لو۔ ہاتھ کی ورزش زیادہ کیا کرو تاکہ چھاتی۔ بازو اور دماغ زیادہ مضبوط ہوں۔ کسی تجربہ کار کا قول ہے کہ طاقت سے نصف ورزش کرنی چاہیے۔ ورزش کے بعد فوراً نہانا بہت زیادہ نقصان دہ ہے اس سے کمزوری ہوتی ہے جسم ٹھنڈا ہونے دو تب ۱۵ - ۲۰ منٹ کے بعد غسل کیا کرو۔

ورزش کے بعد پیاس لگا کرتی ہے۔ نہاتے وقت اکثر لوگ پانی پی جاتے ہیں یہ برا ہے اس سے موٹاپا آتا ہے اور کمزوری ہوتی ہے اور گرمی سردی بھی ہو جاتی ہے۔ غسل کے بعد دودھ پی لیا یا بادام الائچی رگڑ کر پی جاؤ۔ دودھ سب سے بہتر ہے۔ گھی بھی بعض لوگ پیتے ہیں مگر مضبوط جسم اور زیادہ ورزش کرنے والے ہی اسکو ہضم

کر سکتے ہیں کھانا کھا کر کبھی ورزش نہ کرو بلکہ آرام کرو۔ صبح وقت نہ
ملے تو ورزش شام کو کر لیا کرو۔

(۵) ہفتے میں ایکبار مالش کیا کرو۔ تلونکا تیل بہتر ہے۔

(۶) دودھ پینے کے ۳ گھنٹہ بعد غذا کھانی چاہیئے۔ کھانا خوب چبا کر
کھاؤ۔ ایک لقمہ کو ۳۰ بار چبانا چاہیئے تاکہ لعاب دہن بخوبی مل جاوے
یہ ہاضمے میں مدد دیتا ہے ورنہ وہ کام بھی معدہ کو کرنا پڑتا ہے اور
معدہ جلد کمزور ہو جاتا ہے۔ ایک کھانے سے دوسرے کھانیکا وقفہ ۵
گھنٹہ کا ہونا چاہیئے۔ ہر وقت نہ چرتے رہو بہت نقصان ہوگا۔
سرخ مرچ تو کیا سیاہ مرچ بھی۔ نیز گرم مصالحہ ترشی اور تیل کی
اشیا ان چیزوں سے قطعی پرہیز کرو جسقدر سادہ کھانا کھاؤ گے اسی
قدر تندرست رہو گے۔ پھل بڑی اعلیٰ غذا ہے۔ کچے پھل نہ کھاؤ
یاد رکھو کہ ہم کھاتے اسواسطے ہیں کہ وہ ہماری زندگی کیواسطے ضروری
ہے۔ یہ کبھی مت سمجھو کہ ہماری زندگی اسواسطے ہی کہ ہم خوب کھائیں
اور لذتیں اڑائیں۔ کھاؤ وہ جو تمہیں مفید ہے نہ کہ وہ جو تمکو لذیذ ہی
معدہ کو بالکل خالی بھی کبھی نہ رکھو جسوقت صادق بھوک لگے

فوراً کچھ کھالو لیکن اگر کھانے کے وقت بھی بھوک نہ ہو تو اُس وقت کو
چھوڑ دو جب بھوک لگے تب کھانا کھاؤ۔ زبردستی نہ کھاؤ بھوک رکھکر
کھاؤ ڈاکٹروں کی تحقیقات اس نتیجہ پر پہونچ گئی ہے کہ عام لوگ اس سے
دگنا کھاتے ہیں جتنی کہ انکو ضرورت ہے۔ اگر لوگ بھوک رکھکر کھاویں
تو دنیا کے آدھے امراض کم ہو جاویں کھانے سے عین پہلے و عین بعد
پانی نہ پیو البتہ کھانیکے درمیان تھوڑا پانی پی سکتے ہو۔ غذا کے دو
گھنٹہ بعد پانی پیو دو گھنٹہ غذا کے اول اور ۲ گھنٹہ بعد چھوڑ کر
جتنا چاہے پانی پیو۔ سوڈا واٹر لیمونیڈ کا کچھ وقت نہیں پی لو مگر
معدہ کو بھاڑے کا ٹٹو نہ بناؤ۔ بیہودہ ہیں مگر اچھا اندرونی ہیں سادہ
سادہ پانی کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ چائے بھی اچھی نہیں ہے۔
(۷) رات کو سوتے وقت دودھ نہ پیا کرو۔ شام کو تین چار
پی لیا کرو۔ صبح اور رات کو سوتے وقت پانی بھی زیادہ نہیں پینا
چاہیئے۔ کھانا کھانے سے کم از کم دو گھنٹہ بعد سوؤ۔ سوتے سے پہلے
بازو منہ دھولو۔ خدا کا نام لو اور تمام تفکرات کو دور کر کے سو جاؤ
غالب نے کیا خوب کہا ہے

کھائے مت صحت اگر مطلوب ہے + جب تلک غالب ہوئے اشتہاء
غم کو چھوڑو اور خوش رہا کر رات دن + کھانا پینا اور سونا رکھ نگاہ

(۸) ہمیشہ گہری سانس لیا کرو۔ کپڑے تنگ مت پہنو۔ سانس ہمیشہ ناک کے راستے لو اور صرف بات کرتے وقت منھ کھولو۔ جہانتک ہوسکے کھلی ہوا میں رہو۔ جہاں بدبو آوے سبب معلوم کرکے اسکو دور کرو۔ پرانایام[1] سندھیا کے پہلے کیا کرو۔ تو کئی امراض سے محفوظ رہوگی مزا تو تب ہے کہ ہر وقت آپ کو لمبی سانس کی ہی عادت ہو۔ اس سے عمر بہت بڑھتی ہے۔

(۹) کبھی لیٹ کر نہ پڑھو۔ سیدھے لیٹ کر پڑھنے سے آنکھیں خراب ہوتی ہیں سستی آتی ہے اور پیٹ کے بل لیٹ کر پڑھنے سے بُری عادت کے ہوجانیکا خطرہ ہے اور نیز کئی امراض بھی ہوجاتے ہیں

(۱۰) لمپ ایسا خریدو جو دھواں نہ دیتا ہو۔ پڑھتے وقت اُسکو ایسی جگہ میں رکھو کہ تمھاری آنکھوں کے سامنے نہ ہو بلکہ دائیں طرف سے اسکی روشنی کتاب پر پہونچے۔ آنکھیں اندھیرے میں دھوؤ اس سے آنکھیں خراب نہ ہونگی۔

[1] دہلی میں ندگر بھتے ہیں ۱۲ راحت

(۱۱) رات کو پڑھنے کے بجائے لکھنے کا کام زیادہ کیا کرو کیونکہ پڑھنے میں آنکھوں پر دباؤ بہ نسبت لکھنے کے زیادہ پڑتا ہے۔ انگریزی باریک کتب رات کو پڑھنے کے قابل نہیں ہیں ضرورت ہو تو مجبوری ہے اندھیرے سے روشنی اور روشنی سے اندھیرے میں فوراً نہ آؤ۔ سورج اور آگ کی طرف نہ دیکھو چاند کی طرف دیکھنا خوشگوار ہے

سبق (۱۷)

مضامین کی بہار

تبادلۂ خیالات کے کیا معنی ہیں؟

تہذیب و شائستگی کی بھی سمجھ میں تبدل خیالات کے یہ معنے ہیں کہ ناقص خیالات کی اصلاح ہو کر جدید عمدہ اور کامل خیالات اُن کے قائم مقام ہوں مثلاً انسان کو کسب معاش کی ضرورت ہے۔ مگر چوری۔ رہزنی دغابازی بھی اگرچہ اکتساب معاش کی وسائل ہیں مگر یہ ناجائز ہیں اور حرفت و صنعت و تجارت جائز وسائل ہیں

چور دغاباز جعلساز وغیرہ باوصف اسکے کہ اُن خزانوں کو رات دن دیکھتے

اور بھگتے ہیں مگر اپنے ناقص خیالات کا مبادلہ عمدہ خیالات سے نہیں کر سکتے۔

کسب معاش کیلیئے اُنکے خیالات ہمیشہ پستی ہی میں گرینگے یعنی ایک چور

اور دغاباز چوروں اور دغابازوں ہی سے خیالات کا مبادلہ کریگا۔

نہ کہ اور راست بازوں سے۔ (ماخوذ)

سچّی خوشی

دنیا میں ہر شخص خواہ وہ امیر ہو یا غریب ادنی ہو یا اعلی الحقیقی اور سچی خوشی کا طالب نظر آتا ہے مگر دنیا کے ظاہر پرست طبقہ کی نظروں میں جسکی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ دولت سچّی خوشی کی مترادف ہے۔

اور اسی لیئے یہ لوگ سچی خوشی حاصل کرنیکے لیئے دن رات اسی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں کہ کسطرح اپنی زمانہ کے قارون بنجائیں لیکن تجربہ نے بتا دیا ہے کہ گو دولت سے ہماری بہت سی مادی مشکلات حل ہو جاتی ہیں لیکن محض دولت کے سمیٹ لینے سے سچی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ امریکہ کا مشہور کروڑپتی کارینگی

جیسے زمانہ حال کا قارون کہنا بے جا نہ ہوگا۔ بیشک اسوقت دنیا میں سب سے زیادہ خوش نصیب شخص ہے کیونکہ اسکے خزانہ میں بیجی خوشی کا نایاب اور بے بہا گوہر بھی موجود ہے۔ لیکن اگر کارنیگی سے دریافت کیا جائے کہ اسکی اصلی خوشی کا راز کیا ہے تو بہت کم لوگ اس جواب کے متوقع ہونگے کہ حقیقی خوشی اسے اپنی دولت کے بہترین مصرف سے حاصل ہوئی ہے چنانچہ مسٹر موصوف ترقی تعلیم اور دیگر مختلف صیغوں کے لیے اسوقت تک کروڑہا روپیہ دیچکے ہیں اور ابھی خبر نہیں اور کتنا دینگے۔ مسٹر کارنیگی کہتے ہیں کہ میری حقیقی خوشی کا سرچشمہ میری بیوی اور میری بچی ہے۔

مسز کارنیگی اپنے خاوند کی خوشی کو سب سے مقدم سمجھتی اور وہ عورتوں کے پولیٹیکل حقوق کے جھگڑوں سے بالکل الگ تھلگ رہتی ہیں بیٹی کی تعلیم ایسے اصولوں پر ہورہی ہے جس سے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہوسکے کہ دنیا میں سب سے بڑی چیز دولت ہے بلکہ دولت سے ٹیٹنے کے مقابلہ میں سب سے اعلیٰ فرض انسانی ہمدردی ہے مسٹر کارنیگی کی زندگی تمام دنیا اور بالخصوص ہندستانیوں کے لیے بہترین سبق ہے۔

گلزار ہستی کی بہار

جب تک انسان کو اطمینان کلی حاصل نہیں ہوتا تب تک اسکے خیالات میں جولانی و استقلال کا اثر نہیں پیدا ہوتا۔ گلزار ہستی کی اگر کوئی بہار ہے تو وہ آدمی کا دماغ ہے۔ اگر خدانخواستہ اس میں فتور ہے تو تمام جسم کام سے مجبور ہے۔

زمانہ حال کے خیر و برکات

آج کل وہ زمانہ پرامن و مہذب ہے جس میں ایک مشکل سے مشکل کام بھی بآسانی چل سکتا ہے بشرطیکہ انسان میں سچی ہمدردی پابندی اور بادشاہ کی وفاداری کا مادہ موجود ہو۔ چھوٹے لوگونکو فقط اس خیال سے پست ہمت نہ ہونا چاہیے کہ بغیر بڑے لوگونکی مدد سے کوئی کام چل نہیں سکتا کیونکہ کوئی کام جب پہلے پہل شروع کیا جاتا ہے اسکا محرک ایک ہی دماغ ہوا کرتا ہے بعد اسکے بہت سی عالی دماغ لوگ اسکی تحریک کی بشرطیکہ نیک ہو مددگار ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کام قوت متفقہ کی مدد سے ایک بڑی شان

اور پیمانے پر چلکر انجام کو پہونچا کرتا ہے۔

تم تنہا بہت کچھ کر سکتے ہو

انسان کو یہ سمجھکر ہمت نہ ہارنا چاہیئے کہ ہم اکیلے کیا کر سکتے ہیں

آپ اکیلے وہ کر سکتے ہیں جو آفتاب کی کرنیں یا مینھ کی بوندیں کرتی ہیں آپ اپنے اپنے طور سے کوشش شروع کر دیجیئے یہ کوشش کم وہی نتیجہ پیدا کرے گی جو کرنیں یا بوندیں ملکر کرتی ہیں۔

دنیا کی موجودہ حالت پر فلسفیانہ نظر

دنیا کی موجودہ حالت پر فلسفیانہ نظر ڈالکر

تجھیں تو گویہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہاں کا قیام عارضی ہے مگر یہ قیام عارضی قیام کے واسطے بہت ہی بہتر ہے۔ دوسرونکی برائی پر آنسو بہاؤ مگر یاد رکھو کہ بنی نوع انسان کی ذلت نظرت انسانی کی ذلت نہیں ہماری اپنی ذلت ہے ہمیں کوئی حق نہیں کہ دوسرونکی ہنسی اڑائیں بلکہ انپر اسیطرح روئیں جسطرح اپنے اوپر

نکتہ چینی سے دِل تنگ نہو

میں نہیں کہتا کہ تم نکتہ چینی کی عادت کو جڑ سے اُڑا دو

کبھی نہیں ایشور (خدا) کی نعمت سے ہاتھ پاؤں کان ناک اسلیئے عطا ہوئے ہیں کہ انکو کام میں لاؤ۔ ان کا کام میں لانا ہی ایشور (خدا) کا شکریہ ادا کرنا ہے لیکن اگر تم اِن سے بڑے کام لے کر اپنے آپ کو برباد کرتے ہو تو تم کو کوئی شخص دانا کہے گا؟ دیکھو مصوّر اپنی تصویر میں نقص دیکھکر اسکو درست کرلیتا ہے۔ کاتب حروف کو خراب سمجھکر اصلاح سے کام لیتا ہے۔ معمار ہاتھ میں سوت لیئے ناپتا رہتا ہے کہ کہیں دیوار میں خمی تو نہیں آئی۔ اور اسکو سیدھی بنالیتا ہے۔ مورتی بنانیوالا سنگ ساز کسطرح ہاتھ میں ہتھوڑا لیئے ہوئے گڑھ رہا ہے۔ جہاں ذرا بھدا پن نظر آتا ہے اُسنے فوراً ہی وہاں اسکو درست کرلیا۔ اب دیکھو اگر اس میں عیب دیکھنے کا وصف نہ ہوتا تو وہ کسطرح خوبصورتی اور بدصورتی میں اسکو تمیز کرسکتا!۔

ایک فرانسیسی مصنف لکھتا ہے کہ "نکتہ چینوں کی جماعت نے فرانسیسی لٹریچر کو بہت فائدہ پہنچایا اگر نکتہ چین نہ ہوتے تو فرانس کا

علم ادب اسدرجہ تک ہرگز ترقی نہ کرتا۔ ایسا خوبصورت اور شائستہ نہ ہوسکتا جیسا کہ اب ہے۔ فرانس میں تمام ملکی اور قومی کام کرنیوالے نکتہ چینوں کے ممنون ہیں جنھوں نے اُنکو صحیح رستے پر چلنے کی ہدایت کی اور اُنکو غلط رستے پر چلنے سے روکا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو ممکن تھا کہ سلطنت فرانس بمقابلۂ دیگر سلطنتوں کے ناکام رہتی اور وہ ایک ایسے غار میں جاگرتی جہاں سے اُسکا اُبھرنا محال ہوتا۔ یہی حال یورپ کی تمام قوموں اور ملکوں کا ہے۔ ہر قوم نکتہ چینوں کی احسانمند ہے۔ ہر ملک نکتہ چین جماعتوں کا شکرگذار ہے۔ اگر ہمارے ملک میں قومی کام کرنیوالے نکتہ چینی سے نفرت کرتے ہیں اگر اُن کو نکتہ چینی ایک خطرناک چیز دکھائی دیتی ہے تو یہ ملک اور قوم کی بدبختی ہے۔ اُن کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ نیک نیتی کے اعتراضوں سے گریز کرنا چاہینگے تو اُنکا کوئی کام درست نہوگا۔ اُنکو ترقی کا اصلی رستہ کبھی نہ ملیگا۔ اُنکا شمار مہذب قوموں میں کبھی نہ ہوگا۔ راحت کا مقطع تو یہ شعر ہی ہے

> ہم اپنے دل میں خوش ہیں عیب اپنے کی نکتہ چینی سے
> بھلائی کچھ سمجھتے ہیں بُرائی دیکھنے والے

قوم کے زندہ رہنے نہ رہنے سے ہماری

موت وحیات میں کیا فرق ہے

مراد یہ نہیں ہے کہ ملک میں چند ہستی بولتی چلتی پھرتی صورتیں نظر آنا
زندگی کی علامت ہے اسطرح کے زندوں کی تعداد تو بھیل اور
گونڈ اور سنتھال جیسی وحشی قومیں بھی کافی وسعت کے ساتھ پیش
کر رہی ہیں۔ زندگی کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے لئے اپنے خدا کیلئے
اپنے ملک کے لئے اپنی قوم کیلئے غرضکہ قدرت اور اوسکے تمام
مظاہر کے لیے جسقدر بھی ہو سکے اپنے وجود کو بکار آمد بنائے موت
وحیات میں یہی فرق نہیں ہے کہ زندوں کی سانس آتی جاتی ہے
اور مردے اس سے محروم ہیں اصل فرق یہ ہے کہ زندوں میں
قدرت ہے کہ ہم اپنے جنسوں کو کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچائیں۔ اور
مردوں سے بظاہر زندوں کی فائدہ رسانی کا سلسلہ منقطع نظر آتا
ہے۔ کہنے کو یہ بات ایک سکنڈ میں کہی جاسکتی ہے لیکن سچ پوچھو تو
علماء زمانہ کی فراخ ترین وسعت بھی اسکے مفہوم پر حاوی ہو سکی
اہل عرب میں ایک مثل مشہور تھی کہ "لیس من مات

فاستراح بمیت ۔ انما المیت میت الاحیاء

(مردہ وہی نہیں ہے جو مر کر دنیا کے تعلقات سے چھوٹ گیا۔
اصل مردہ وہ ہے جو دیکھنے میں تو زندہ ہے مگر زندوں کو نفع
پہنچانے کے اعتبار سے مر چکا ہے)۔

(از رسالہ تہذیب الاخلاق امرتسر)

ہر چیز کا لباس

دولت کا لباس سخاوت ہے۔ اولاد کا
لباس سعادتمندی۔ آدمی کا لباس علم و
حیا۔ جسم کا لباس تندرستی۔ زندگی کا لباس خوبی انجام۔ علم کا لباس
عمل۔ سخن کا لباس فصاحت۔ نوکر کا لباس وفاداری۔ دوست کا
لباس دستداری۔ اور اڈیٹری کا لباس راست گوئی ہے۔

نیک نیتی یعنی بدنیتی

نیک نیتی سے کسی شبہ کا اظہار اور مفید
جائز اختلاف کو خواہ نخواہ کی بیجا
مخالفت کا ہم معنی قرار دیکر بات کو بڑھانا انصاف کا خون کرنا ہے۔

ترقّی ایک دفعہ نہیں ہو جاتی

مفلسی کا عذر فی الواقعہ عذر لنگ ہی ہے سیکڑوں ایسے کام ہیں جو بہت تھوڑے روپئے سے ہو سکتے ہیں جب چھوٹے چھوٹے بیوپار نہیں کر سکتے تو بڑے بڑے بیوپار کیسے کر سکتے ہیں جو بڑے بیوپار و نکی امنگ اور چھوٹی آرزو رکھتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ بڑی تجارت وہی کر سکتے ہیں اور وہی حضرات کر رہے ہیں جنہوں نے خود یا اِن کے باپ دادا نے بہت تھوڑے بیوپار سے کام شروع کیا تھا۔ ہر ایک کام کے کچھ مرحلے ہوتے ہیں منزلیں ہوتی ہیں جن کو استقلال کے ساتھ طے کرنا پڑتا ہے۔ بالاخانہ پر جانے کیلیے زمین سے چڑھتے ہیں دو چار سیڑھیاں چھوڑنے کی کوشش کریں اور نتیجہ دیکھ لیں۔ (از اخبار وطن لاہور)

باتیں بنانیکا زمانہ نہیں ہی کام کرنیکا زمانہ ہی

ہندستان کا ہر فرد زبان سے کہتا ہی کہ ہمارا ملک مفلس ہی اور ہم میں تجارت اور صنعت نہیں ہے

سوال یہ ہے کہ جب ملک مفلس ہے تو پھر کیوں اُسکا علاج نہیں کرتے۔ تجارت کیوں نہیں کرتے۔ اپنی غلطی اور قصور تسلیم کرتے ہیں مگر باوجود اسکے عملی طور پر کچھ نہیں کرتے۔ یہ عجیب فلسفہ ہے جو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ عذر یہ ہے کہ تجارت بغیر روپے کے ہو نہیں سکتی۔ تجارت کرنا جانتے نہیں ہندوستانیوں کا یہ خیال ہے کہ تجارتی علم و تجربہ ہر شخص کو ماں کے پیٹ سے لیکر آنا چاہیے۔ جو لیکر نہیں آیا وہ تجارت نہیں کرسکتا۔ تجارت ہو یا صنعت۔ سائنس ہو یا تعلیم دینیات پڑھنے اور کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر ہندوستانیوں کی یہی حالت رہی یہی شکایت رہی تجارت کے طرف سے یہی لاپروائی رہی تو ہمارے بیٹے اور پوتے بھی اس امر کی شکایت کرینگے اور مالی حالت اِن کی ہم سے بھی بدتر ہو گی۔ (وطن)

زندہ قوم کے علامات

زندہ قوم ترقی کے ہر شعبہ میں یکساں دلچسپی لیتی ہے۔ وہ تمدن کی تمام منزلوں میں ایک ساتھ قدم زن ہوتی ہے وہ کبھی یہ عذر پیش نہیں کرتی کہ ہم

ترقی کی فلاں شعبہ میں قوم ابھی تک درجۂ کمال کو نہیں پہنچی اسلیئے دوسرے شعبہ میں
اسکو قدم رکھنا نہیں چاہیئے اگر تم زندہ قوم ہو تو ترقی کی ہر شعبہ میں یکساں سرگرمی
اور جوش کا ثبوت دینا چاہیئے۔ تمکو حفاظت و اشاعت مذہب میں تعلیم میں صنعت
و تجارت میں اصلاح معاشرت اور ملکی معاملات میں ایکساتھ مشغول ہونا چاہیئے

(قول ایک نامور ترک لیڈر علی احمد)

از مسلم گزٹ لکھنؤ

عمدہ عمدہ باتیں

الشرف عند اللہ سبحانہ
بحسن الاعمال لا بحسن الاقوال۔

نیکوکرداری سے خدائے پاک کے نزدیک شرافت و بزرگی ملتی ہے
نہ اچھی اچھی باتوں سے (یعنی زبانی جمع خرچ کچھ فائدہ نہیں دیتا ہے
جب تک اعضا و جوارح سے عمل نہ کرے۔

الامور بالتقدیر لا بالتدبیر۔ سب کام وابستہ تقدیر ہیں نہ تدبیر

الدنيا كظل الغمام وحلم المنام دنیا سایۂ ابر
کی مثال ہے اور خواب پریشاں۔

العاقل وجهه مستبشر متبسم وقلبه وجل محزون
حال خدا شناسی یہ ہے کہ اسکا چہرہ شگفتہ و خنداں ہوتا ہے اور دل
اُسکا محزون و اندوہناک۔

الحكمة شجرة تنبت في القلب وتثمر على اللسان
علم و حکمت ایک ایسا درخت ہے جو دل میں اُگتا ہے اور زبان
پر اسکا میوہ ظاہر ہوتا ہے۔
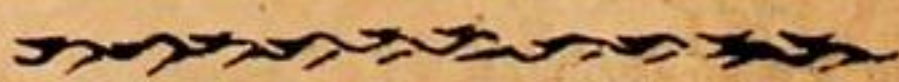
العاقل يملك نفسه اذا غضب واذا تمنى رغب
عاقل وہ ہے کہ وقت خشم اپنے نفس کا مالک رہے اور جب
نفس کوئی آرزو کرے تو ڈرے۔

چمنستانِ نظم

قدرتی کرشمے

(از برادرم قوت بازویم ملا سید حفاظت حسین صاحب حفاظت سلمہ
مولوی فاضل بھیکپوری مدرس ضلع اسکول موتیہاری ضلع چمپارن)

اے قادرِ یگانہ اے خالقِ دو عالم — سجدے میں تیرے بندے ہیں سر جھکائے ہر دم

تو نے ہمارے خاطر فرشِ زمیں بچھایا — گلہائے گوناگوں سے جس کو کہ ہے سجایا

تانا ہی آسماں کا تو نے ہی شامیانہ — یہ کام تیرا ہی ہے ای قادرِ یگانہ

چمکیلی یہ چمکیاں یہ تاروں کی تو نے ٹانکی — قندیلیں چاند سورج کی ہیں یہ کیسی بانکی

یہ کالی کالی بادل جو ہیں گرجتے — تیرے کرم کا ہر جا چرچا وہی ہیں کرتے

قدرت کا تیری کیسے قائل نہو زمانہ — ہوتے ہیں کتنے دانے بونے سے ایک دانہ

خشکی ہو یا کہ دریا صحرا ہو یا بیاباں — ہر ہر جگہ خدایا تیرا ہے نور تاباں

تعریف تیری مالک ممکن نہیں کسی سے — چپ ہو گیا حفاظت بس اپنی عاجزی سے

کتابیں میری

از ملّا حفاظت صاحب بھکپوری

محو نظارہ بناتی ہیں کتابیں میری
اور مرے دل کو لبھاتی ہیں کتابیں میری

اپنی آنکھوں سے لگا کر رکھوں گا دل میں
میری عزت کو بڑھاتی ہیں کتابیں میری

کسطرح میں نہ کروں یاد ثنائیں انکے
کیسے انعام دلاتی ہیں کتابیں میری

جس گھڑی نیند نہیں آتی ہے مارے غم کے
عجب افسوں سے سلاتی ہیں کتابیں میری

کسقدر وعظ و نصیحت عمل خیر و ہنر
کس خموشی سے سناتی ہیں کتابیں میری

روشِ باغِ جناں انکی ہے ہر ایک سطر
گلِ مضموں کو سنگھاتی ہیں کتابیں میری

جوہر علم سے رہتی ہیں ہر دم چم چم
ظلمتِ جہل مٹاتی ہیں کتابیں میری

یہ کتابیں ہیں کہ ہے ایک طلسمِ حیرت
زندہ مردوں کو دکھاتی ہیں کتابیں میری

کیوں حفاظت سے نہ رکھوں میں کتابیں اپنی
بامِ راحت پہ چڑھاتی ہیں کتابیں میری

پیارے بچو!

(منقول از اخبار)

پیارے بچو! سنو غنیمت ہے
سیکھ لو علم وقتِ فرصت ہے

علم سے آدمی کی عزت ہے — علم سے آدمی کی حرمت ہے

علم انسان کی شرافت ہے — علم انسان کی فضیلت ہے

علم ہی سے بشر کی زینت ہے — علم ہی سے بس آدمیت ہے

شر و آفت ہے کھیل سے رغبت — علم کا سیکھنا شرافت ہے

ہوگی ذلت جو کھوؤ کھیل میں عمر — علم سیکھو کہ اس سے عزت ہے

عبادت اللہ کی مدام کرو — انکی تم پر بڑی عنایت ہے

تم پہ ماں باپ کی ہے خدمت فرض — واجب اُستاد کی اطاعت ہے

سمجھو چھوٹوں کو قابلِ شفقت — اور بڑا مستحقِ عزت ہے

بھائی بہنوں سے تم جھگڑتے ہو — یہ تمھاری نری حماقت ہے

کرکے الفت ہر اک سے شاد رہو — سبب رنج و غم عداوت ہے

اپنی بہنوں کو بھی سکھاؤ علم — انکو بھی علم کی ضرورت ہے

علم کو سمجھو ہے بڑی دولت — ہر جگہ اسکی قدر و عزت ہے

کاہلی کو نہ پاس آنے دو — کرو محنت کہ اس سے راحت ہے

تندرستی کی قدر کرتے رہو — تندرستی ہزار نعمت ہے

وقت کو سمجھو نعمتِ عظمےٰ — وقت کو جانو گنج و دولت ہے

کام تائید حق سے کرتا ہے
ورنہ انساں کی کیا حقیقت ہے

ہو تنعّم اگر کرو نہ غرور
چند روزہ یہ شان و شوکت ہے

کیا تھے دارا و جم پڑھو تاریخ
اب کہاں وہ خدم وہ حشمت ہے

خاکساری کو اختیار کرو
یہ خدا کی طرف کی رحمت ہے

امن و آرام ہے تواضع سے
بد بلا سمجھو کبر و نخوت ہے

آج کا کام آج ہی کر لو
سب یہ کہتے ہیں کل قیامت ہے

کرو نیکی بدی کا نام نہ لو
کچھ اگر تم میں شرم و غیرت ہے

ہے بشر کیلیئے بدی زحمت
اور نیکی خدا کی رحمت ہے

بات سچی ہی ہوتی ہے اچھی
جھوٹ پر تو خدا کی لعنت ہے

اُسکے سچ کا بھی اعتبار نہیں
جھوٹ کہنے کی جسکو عادت ہے

خوب سوچو نتیجۂ غیبت
اک مصیبت ہے اور آفت ہے

صحبت بد نہ اختیار کرو
اس میں ذلت ہے اور مصیبت ہے

صحبت بد میں ہے ضرر بے شک
نفع جس سے ہو نیک صحبت ہے

عفو

از جناب سید مصطفیٰ حسین صاحب خلیق حیدرآبادی

ذہین اہلِ دنیا کا ہے یہ شعار
کہ خاطی سے کرتے ہیں سب ننگ و عار

خطا سے کسی کی کرے درگذر
بشر کا کہاں ایسا قلب و جگر

خطا کار سے کوئی احساں کرے
بھلا کام کیوں ایسا انساں کرے

خطا کار سے کسکو ہوتی ہی چاہ
کھدا اُسکے آگے سزا کا ہے چاہ

نہ ہو بھائیوں میں تآلف اگر
کنوئیں میں گرادیں ہو یوسفؑ اگر

پسر گو ہے نورِ نظر باپ کا
خطا پر نظر سے وہ گرجائے گا

کسی زن میں گر ہو نہ مہر و وفا
رہے گا مدام اُس سے شوہر خفا

جو خادم سے ہوجائے کوئی خطا
کرے اُسپہ آقا نہ لطف و عطا

ہے ایسا مگر خالقِ انس و جاں
کہ ہے عاصیونکا بھی روزی رساں

کرے بندہ روزانہ جرم و خطا
نہیں بند روزینہ کرتا خدا

خدا سے گر اخلاق سیکھیں بشر
تو انمیں نہ باقی رہے کوئی شر

خدا ہے کریم و رحیم و غفور
وہ کر دیتا ہی عفو لاکھوں قصور

بشر کو بھی شرم و حیا چاہیئے
کچھ اسکو بھی خوف خدا چاہیئے

خطا پر بھی جب وہ عنایت کرے
تو بندہ بھی کچھ شکرِ نعمت کرے

طریقہ یہ کیسا ہے انسان کا
سلیقہ یہ کیسا ہے انسان کا

بشر سے بشر کو ہے شرم و حیا
نہیں شرم خالق سے لیکن ذرا

ہمیشہ ہے خائف بشر سے بشر
نہیں دل میں خالق کا خوف و خطر

کرے آدمی گر خدا سے حیا
فرشتہ سے ہو رتبہ اس کا سوا

خدا سے کرے خوف اگر آدمی
تو بن جائے وہ متقی و ولی

خدایا تو ہی سب کو توفیق دے
کہ بندے ہیں سب تیرے اچھے برے

سوا کوشش کی پورا کوئی ارماں ہو نہیں سکتا

از جناب ابو الفیض صاحب فیاض

حسد جس میں ہو وہ محسودِ دوراں ہو نہیں سکتا
فضائل ہی نہوں جس میں وہ ذیشاں ہو نہیں سکتا

یہ عقدہ وا ہو گر دیکھے کوئی غنچہ کو گلشن میں
اگر ہو جمع خاطر دل پریشاں ہو نہیں سکتا

کدورت مانع جرم و معاصی ہو نہیں سکتی

نہ ہو گر معرفت تو خوفِ یزداں ہو نہیں سکتا

نہ بھولو لیس للانسان الا ما سعی کو تم

سوا کوشش کے پورا کوئی ارماں ہو نہیں سکتا

خدا کا ذکر ہی اطمینان دل کا ہی سبب بیشک

جسے رٹ نام حق کی ہو پریشاں ہو نہیں سکتا

نہ سمجھو غیر خالق کو کبھی حاجت روا اپنا

کوئی شرکِ خفی رکھکر مسلماں ہو نہیں سکتا

وہ مومن ہی نہ پہنچے جس سے مومن کو کبھی ایذا

جو مومن کو ستائے اہل ایماں ہو نہیں سکتا

نہ رکھیں اتفاق و اتحاد آپس میں جب تک ہم

ترقی کا ہمارے کوئی ساماں ہو نہیں سکتا

زیاں سمجھو تم اسکو وقتِ بیماری میں جو گذرے

زیادہ اس سے کوئی اور نقصاں ہو نہیں سکتا

نہ ہو گر وصفِ ذاتی تو عبث وصفِ اضافی ہے

کوئی اپنے ارباب وجاہت پہ تو نازاں ہو نہیں سکتا

ریاکاری ہی کو کار نمایاں وہ سمجھتے ہیں
جہاں میں جن سے کچھ کار نمایاں ہو نہیں سکتا
غنی جسکا ہو دل فیاض شہرت اسکی کیا ہوگی
نہ ہو زر دار جو فیاض دوراں ہو نہیں سکتا

جلوۂ علم

از ملّا حفاظت صاحب بھیکپوری

اے علم تیرا جلوہ ہر ہر جگہ عیاں ہے
روئے زمیں پہ تو بھی اک آسماں ہے

لوح و قلم جو پوچھو شمس و قمر ہیں تیرے
عالم ہیں تیرے تارے جنکا تو آسماں ہے

اوتار ہیں نبی ہیں اصحاب ہیں ولی ہیں
اللہ کی قسم ہے ان سب کی تو زباں ہے

قرآن کی ہے آیت ویدوں کا منتر ہے تو
اے علم دل جلوں کی دلسوز داستاں ہے

اور منتظر دلوں کی نامہ بر جان ہی تو
گر نثر میں ہے نالہ تو نظم میں فغاں ہے

مسجد میں بتکدہ میں گرجا میں صومعہ میں
ناقوس ہے جرس ہے اور تو ہی تو اذاں ہے

ای علم بے خلش ہے کہتا ہے جو حفاظت
انعام بھی ہے تو ہی اور تو ہی امتحاں ہے

رباعی

از جناب میر انیس صاحب مرحوم

طفلی دیکھی شباب دیکھا ہم نے
ہستی کو حباب آب دیکھا ہم نے
جب آنکھ ہوئی بند تو عقدہ یہ کھلا
جو کچھ کہ دیکھا سو خواب دیکھا ہم نے

دل سے دنیا کے ولولے جاتے ہیں
اک آن میں طوبیٰ کے تلے جاتے ہیں
ہے راہ بہشت کتنی ہموار انیس
بند آنکھیں کیے لوگ چلے جاتے ہیں

اندیشۂ باطل سحر و شام کیا
عقبیٰ کا نہ ہائے کچھ سر انجام کیا
ناکام چلے جہاں سے افسوس انیس
کس کام کو یاں آئے تھے کیا کام کیا

افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے
اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے
تھا کونسا نخل جسنے دیکھی نہ خزاں
وہ کونسے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

سلام

از میر انیس مرحوم

غم شہ کا جسنے بیاں کر دیا
ان آنکھوں نے دریا رواں کر دیا
گھٹا زور مشق سخن بڑھ گئی
ضعیفی نے ہم کو جواں کر دیا
سبک ہو چلی تھی ترازوئے شعر
مگر ہم نے پلہ گراں کر دیا
مری قدر کر اے زمین سخن
تجھے بات میں آسماں کر دیا

پیری

از جناب رشید لکھنوی

دنیا سے سبھی بُرے بھلے جائینگے　　جز بار گناہ لیکے کیا جائینگے

پیری سے ہیں خم حشر میں کھیگا کون　　جنت میں جُھکے جُھکے چلے جائینگے

کیا بات ہے کیوں خوف سے تھراتا ہوں　　کچھ قوت و طاقت میں کمی پاتا ہوں

پیری تو جوانی سے گرانقدر نہیں　　کیا بوجھ پڑا کہ جھکا جاتا ہوں

فوائد خاموشی

منقول از اخبار رسالت کلکتہ

انساں کیلئے گو ہے زباں اک نعمت　　لیکن ہے فضول گوئی اک بد عادت

انسان پر آفتیں یہ لاتی ہے مگر　　ٹلتی ہے ایک جیب میں ستر آفت

کیونکہ میری لغزشوں پہ ہے تیری نظر　　بے عیب اے نکتہ چین ہے اللہ کی ذات

ہندوؤں اور مسلمانوں کی باہمی نااتفاقی

کیوں ہندوؤں اور مسلمانوں میں دن رات　　ہوتی رہتی ہے اسقدر جوتی لات

تھے شیر و شکر یا ہوئے ہیں دشمن آب　　اب بھی ملجائیں "ہر گزشتہ صلوات"

ترکیب بند در عبرت پند

از جناب مولوی سیّد احمد حسن صاحب ضیا الملقب بہ فولاد رقم بہپر رقم
خوشنویس کتبخانہ حامدیہ۔ ریاست رام پور

وہ بھی دن یاد ہیں کس چین سے ہوتی تھی بسر
فکر و تشویش سے آزاد تھا دل آٹھ پہر
تھی میسر ہمیں آرام سے سونے کے لیے
ماں کی آغوش کبھی اور کبھی دوش پدر
رفتہ رفتہ یونہیں سن اور بڑھا پاؤں چلے
نچلے پھر بیٹھ نہ سکتے تھے کسی جا دم بھر
شغل میں لہو و لعب کے نہ یہ معلوم ہوا
دن بسر ہو گیا کب اور گئی رات کدھر
عہد طفلی جو گیا فصل جوانی آئی
پھر تو ہر طرح کی خواہش نے کیا دل میں گذر
بزم احباب کے کچھ ایسے پسند آنے لگے
میل و جول اون سے شب و روز رہا مدنظر

قہقہے چھپ چھپ یاروں میں ہم رہتے تھے

جانتے بھی نہ تھے ہم غم کو کہ رہتا ہے کدھر

نفس سرکش نے کیا تھا ہمیں بیباک کیا

دل میں آتے ہوئے بیساختہ ڈر جاتا تھا ڈر

ناگہاں خواب جوانی سے جو ہم چونک اٹھے

دیکھتے کیا ہیں نمودار ہے پیری کی سحر

جھریاں پڑگئیں رخصت ہوئیں تن کی رونق

رگ ہر اک ابھری ہوئی ہوگئی تارِ مسطر

ہائے اب جسم سے کافور کی بو آتی ہے

صبح پیری کفن و گور کی دیتی ہے خبر

جسقدر ضعف بڑھا اتنی ہی طاقت بھی گھٹی

موت آتی ہے نظر آنکھ اب اٹھتی ہی جدھر

ضعف سے پھول گئی سانس[1] جو دو گام گئی

ہیں مہیائے سفر صبح گئے شام گئے

[1] دلی میں سانس کو مذکر بولتے ہیں۔ ۱۲ زلعت

پاؤں پھیلاؤ زمانے میں بقدرِ چادر

از جناب مولانا علی رضا صاحب ماہر کنتوری

قرض لے لیکے اڑا دیتے ہیں جو شام و سحر
حال پر اپنے اونھیں چاہیئے عبرت کی نظر

خرچ لازم ہے اوسیقدر کہ بقرض نہو
صرف زیبا ہے اسیقدر نہو جس میں ضرر

سو کی آمد ہے اگر تمکو تو یہ فکر کرو
صرف سہ حصہ ہو اک حصہ ہے کیسہ میں زر

ہم نے مانا کہ ضرورت نے کیا ہے لاچار
ہم سمجھتے ہیں کہ بے قرض بسر ہو کیونکر

خرچ سو طرح کے آپڑتے ہیں بیٹھے بیٹھے
غیر ممکن ہے کہ پھر صرف نہو اسمیں اگر

آپ ہی مشفق ہیں اسکے جو پابند ہیں
جسقدر باقی ہیں ہو صرف سلیقے سے وہ نذر

پھر تو اسباب ضروری کے سوا آپ کبھی
لینگے گر چیز کوئی صاف یہ آئیگا نظر

اسکے لینے سے نہ مصرف ہو جہاں میں مشہور
اسکی عادت سے نکلجائے نہ قبضے سے گھر

آپ منصف جو ہوں خود آپکا دل کہتا ہے
پاؤں پھیلاؤ زمانے میں بقدر چادر

فہرست خزانۂ اردو حصّہ دویم و سویم

غیر مطبوعہ

سبق ۲۳ - شادی اور اسکے تعلقات

سبق ۲۴ - اخلاقی تعلیم کس قسم کی ہونی چاہیئے - ضرورت ایجاد کی ماں ہے -

سبق ۲۵ - نوشت وخواند تحصیل علم - انسانی معلومات کا دائرہ - ترقی زینہ بزینہ ہوتی ہے - انسان کی ابتدائی حالت - نپولین کی حکایت -

سبق (۲۶) علمی گلدستہ - قوم پرستی - مطالعہ کے متعلق ضروری ہدایتیں - دنیا میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں - ہر شخص کی قدر کرو -

سبق ۲۷ - صحبت - سوسائٹی - صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند بچونکی ابتدائی تعلیم کی بابت لکھنؤ کے ایک نامور مجتہد کا طرز عمل - انگلستان کی دلچسپ باتیں - اہل فرانس کی تعلیم و تربیت -

سبق ۲۸ اتحاد و اتفاق - دنیا میں ترقی کی کنجی ایک ہی ہے - علم و ادب و اخلاق کی ایک حکایت - شیعہ کانفرنس پر ایک مجتہد کا فرمان - اتفاق پر ایک دلچسپ نظم

سبق ۲۹ تہذیب الاخلاق

سبق ۳۰ - یورپ کے کامیاب لوگونکی حیالات - مسٹر اے کے فیلڈ - لارڈ ڈسٹرکٹ کونا سیکرٹری - سر ٹامس ڈیور - مسٹر آسوالڈ سٹونر - سر جمسا کولمن برووٹ سٹی - مسٹر والٹر مور کوٹ سوان اینڈ ایڈگر - مسٹر ٹامسن لپٹن - سر والٹر مکلبی

گارڈ سلفرج - سرٹامس پینک -

سبق ۳۱ - اخبار بینی و مضمون نویسی -

سبق ۳۲ - ۳۳ - اخبار و اخبار بینی نمبر ا (۳۲) و نمبر ۲ (۳۳)

سبق ۳۴ - اخبار کی خاص صفتیں - اخبار ضرور پڑھو

سبق ۳۵ - گلدستہ مضامین یعنی ریاض راحت ۱ - شمس العلما محمد حسین آزاد حکیم سقراط

حکیم بدتبر - لارڈ ایوبری - محسن مرزا صاحب ایم اے - ایک فلاسفر کی زرین

خیالات - قیصر جرمن کی رائے شراب خواری کے مسئلہ پر - چند دیگر لائق و تجربہ کار

ڈاکٹروں کے اقوال - زبان کا گناہ - افلاطون کی رائے - دیگر محققین یورپ

کے خیالات - مدبرین ہند کے مشورے - سگریٹ اور نوجوان - شذرات -

سبق ۳۶ - گلدستہ مضامین یعنی ریاض راحت ۲ - اخلاق - کن بیدا والنکن لساناً

کام کرنیکی تحریک - حکمت - انسانی مطالعہ - سادگی اور قومی ترقی -

آئیڈیا - محور - نصب العین - ایک مصری روشن خیال کی نصیحت - بڑے

آدمیوں کی زندگی - امریکہ کے طلبا مجھپہ احسان جو نہ کرتے تو یہ احسان ہوتا

طالب علمی کا زمانہ اور اطمینان - ہر شخص کی علی قدر مراتب عزت کرو اور اپنی کو

سب سے کم اور ذلیل سمجھو - استغراق - خودی - خود بینی - خدا بینی - کا ہری و بہرے - اور اطمینان خاطر

سبق (۴۶۴)

طالب علمی کا معیار۔

تمت بالخیر

نوٹ جس کتاب پر مؤلف کی مہر یا دستخط نہ ہو وہ مال مسروقہ ہے ۱۲

درخواست مؤلف

ہر چیز کی قدردانی اُسکے جوہر کو چمکا دیتی ہے یورپ میں مصنفین کی جیسی کچھ قدر افزائی ہوتی ہے وہ ہندوستان میں کہاں نصیب کسی پایہ کا مصنف ہو پبلک کی ضیافت طبع کیلیئے جو بھی کتاب پیش کرے اُسکی عملی طریقہ سے حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اسی وجہ سے وہاں مصنفین کی تعداد یوماً فیوماً بڑھتی رہتی ہی اور ایک سے ایک بڑھکر کتابیں شایع ہوتی رہتی ہیں مجھے اقرار ہی کہ میری یہ ناچیز کتاب (جو طالب علمی کے زمانہ میں اٹھارہ روز میں مرتب کی گئی تھی) وہ درجہ نہیں رکھتی جو معمولی درجہ کے مصنفین کو بھی حاصل ہی لیکن اگر ملک نے عملی طور پر اسکی قدر کی تو بقیہ دونوں حصے بھی بہت جلد پریس میں دیدیئے جائینگے اسلیئے کہ کا بیان بالکل لکھی لکھائی تیار ہیں (حصہ دویم وسویم) کی فہرست ملاحظہ سے گذری ہوگی خدا نے چاہا اور اوسکی توفیق شامل حال رہی تو میں تصنیف و تالیف کے میدان میں اپنی حیثیت و استعداد کی موافق بہت کچھ ترقی کر جاؤنگا اور ملک کی ہر طبقہ کیلیئے مفید دلچسپ کتابیں لکھ ڈالونگا۔ بشرطیکہ کتابونکی ملک میں نکاسی بھی ہوتی رہی ؎

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

خاکسار مؤلف
راحت حسین عفی عنہ بھیکھ پوری
یکم ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ
یوم دوشنبہ

شکریہ

اس کتاب کی طباعت میں عالیجناب حکیم سید محمد جواد صاحب رئیس موہان
ضلع اناؤ (اودھ) و عالیجناب بابو کپلدیو نرائن سنگھ صاحب رئیس جین پور
ضلع سارن (بہار) و عالیجناب حاجی سید دلدار حسین صاحب اورسیر بھیکھ پوری
و مسٹر محمد جعفر صاحب بارایٹ لا مظفر پور (رئیس حسین گنج ضلع سارن بہار)
نے خاص طریقہ پر مالی اعانت فرمائی ہے۔ ناچیز مؤلف ان حضرات
کا بہت ممنون و متشکر ہے۔

ناچیز
مؤلف